ماھنامہ

الاشرف

کراچی

جولائی ۲۰۱۶ء

Reg. # MC 742

Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

یومِ اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ
۱۳ ذوالقعدۃ

درسِ قرآن

درسِ حدیث

سرورِ عالم ﷺ کی معاشرت

حیاتِ اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ایک نظر میں

حضرت اشرف المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں

قوالی کی شرعی حیثیت (قسط:۷)

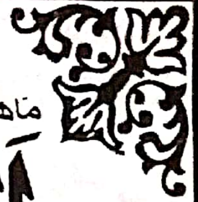
بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ

بغیر پیر کامل کے راہِ سلوک طے کرنا ناممکن ہے

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے فرمایا کہ:

راہِ سلوک طے کرنے کے لیے پیر کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب طالبِ صادق کسی مردِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو پھر وہ اپنی نگرانی میں اسے راہِ سلوک طے کرواتا ہے۔ **بغیر پیر کامل کے راہِ سلوک طے کرنا ناممکن** ہے کیونکہ اس راہ میں بہت سے نشیب وفراز ہیں جن سے گزرنا پڑتا ہے اور شیطان اپنی پوری فتنہ سامانیوں کے ساتھ سالک پر وار کرتا ہے اور اسے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وقت پیر کامل اس کی نگرانی کرتا ہے اور اسے شیطان کے مکروفریب سے آگاہ کرتا ہے۔ اس طرح وہ سالک راہِ سلوک طے کرتا ہے اور درجات ومراتب حاصل کرتا ہے اگر پیر کامل کے بغیر اس راہ میں قدم رکھے گا تو کامیاب نہیں ہوگا۔ (واقعات وحقائق فی حیاتِ اشرف المشائخ، ص:۲۵)

طالبِ دعا: خرم شہزادہ اینڈ شہزادہ فیملی

ماھنامہ
الاشرف
کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ذیقعد ۱۴۴۲ھ جولائی ۲۰۲۱ء جلد نمبر ۴۲ شمارہ نمبر ۷

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطبِ ربانی حضرت ابومخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی

سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

مقام اشاعت:
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر : مولانا عرفان اشرفی، مقصود اویسی، نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ : محمد ابراہیم اشرفی، محمد اجواد عطاری

سرکولیشن : محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی، محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر:
ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا




اس شمارے میں

حمد

باری تعالیٰ

جناب محسنؔ علوی صاحب

یہ جرأت سخن ہے یہ اظہارِ حال ہے
لکھوں میں تیری حمد یہ دل میں خیال ہے
رحمٰن ہے ، رحیم ہے ، تُو ذوالجلال ہے
تیری ہو کیا مثال کہ تُو بے مثال ہے
کہتا ہوں لَا اِلٰہ تو رکھتا ہوں یہ یقین
اِک ربِ کائنات ہے جو لازوال ہے
رہتی ہے تیرے ذکر میں مصرف یہ زباں
کرتا ادا یہ شکر مرا بال بال ہے
اب اپنے دل کا حال میں کیسے بیاں کروں
تُو خود ہی جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے
شاہد ہوں میں کہ تُو ہی فقط رب ہے یااللہ
غفار مغفرت ہو عطا یہ سوال ہے
جو صرف تیرے نور سے مانگے ہے روشنی
وہ صاحبِ یقیں ہے وہ صاحب جمال ہے
اس نے دیئے ہیں لفظ تو لکھی ہے اس کی حمد
محسنؔ میں کچھ کہوں یہ مری کیا مجال ہے

نعتِ رسول ﷺ

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا
ہوتی رہِ مدینہ میرا غبار ہوتا
آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بلاتے
روضہ پہ صدقہ ہوتا ان پر نثار ہوتا
وہ بیکسوں کے آقا بے کس کو گر بلاتے
کیوں سب کی ٹھوکروں پر پڑ کر وہ خوار ہوتا
طیبہ میں گر میسر دو گز زمیں ہوتی
ان کے قریب بستا دِل کو قرار ہوتا
مرمٹ کے خوب لگتی مِٹی مری ٹھکانے
گر ان کی رہ گزر پر میرا مزار ہوتا
یہ آرزو ہے دل کی ہوتا وہ سبز گنبد
اور میں غبار بن کر اس پر نثار ہوتا
بے چین دل کو اب تک سمجھا بجھا کے رکھا
مگر اب تو اس سے آقا نہیں انتظار ہوتا
سالک ہوئے ہم ان کے وہ بھی ہوئے ہمارے
دلِ مضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا



آغازِ گفتگو

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کا ۱۶ رواں یومِ وصال

ایڈیٹر

سیدی وسندی مرشدی و والدی اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کو ظاہری طور پر ہم سے جدا ہوئے ۱۶ سال ہو گئے۔ آپ نسباً نجیب الطرفین سید مسلکاً سنی حنفی، مشرباً چشتی قادری اور مولداً دہلوی تھے۔ آپ نے پوری زندگی مسلکِ حق اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔ راقم کے جدِ اعلیٰ حضرت قطبِ ربانی ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے ۱۹۶۱ء میں وصال فرمایا۔ ان کے وصالِ مبارک کے بعد آپ مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور انتہائی نامساعد حالات میں رشد و ہدایت کے سلسلے کو شروع کیا۔ اس وقت آپ کے سامنے بڑے بڑے مسائل تھے۔ مقبرہ شریف کی تعمیر، مسجد، مدرسہ، خانقاہ کی تعمیر اور اس کے علاوہ دیگر مسائل و مشکلات تھیں لیکن آپ نے تنہا ان تمام چیزوں کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے رشد و ہدایت کے سلسلے کو جاری رکھا۔ آپ نے سب سے پہلے جامع مسجد قطبِ ربانی کی بنیاد رکھی اور نماز پڑھا کر مسجد کا افتتاح کیا۔ ابتداء میں ایک چھوٹا سا چبوترا بنایا گیا اس کے بعد سیمنٹ کی چادریں ڈال کر ایک چھوٹی مسجد قائم کر دی گئی۔ اسی مسجد میں جامع طاہر اشرف کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا اور اپنے ایک مرید و خلیفہ جناب فیض محمد اشرفی کو حفظِ قرآن و ناظرہ کی تعلیم کے لیے مقرر کیا علاقے کے تمام بچے اسی مدرسے سے فارغ التحصیل ہوئے۔ جن میں اکثریت حفاظِ قرآن کی ہے۔ آپ نے تعمیرات میں دن رات محنت کی، مخیر حضرات جن میں مریدین کی کثیر تعداد شامل ہے انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جس کے نتیجے میں حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے مقبرہ شریف کی شاندار عمارت تعمیر ہوئی اس کے ساتھ جامع مسجد قطبِ ربانی کی خوبصورت عمارت اور محفل خانہ قائم ہوا جامع طاہر اشرف بہتر بنانے کے لیے بہترین قراء حضرات کا تقرر کیا۔ جس سے علاقے کے بچے فیضیاب ہوئے پھر آپ نے مریدین کی روحانی تربیت اور اصلاح کے لیے روحانی پروگرام مرتب کیے۔ ہر جمعرات کو رات ۱۰ بجے ذکر حلقہ، ہر جمعہ کو بعد نمازِ جمعہ ختمِ خواجگان، ہر اتوار کو بعد نمازِ عصر روحانی تربیتی نشست، ہر مہینے چاند کی ۱۷

تاریخ کو حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی ماہانہ فاتحہ جس میں ایک گھنٹہ محفلِ سماع، چاند کی ہر ۲۷ تاریخ کو بانیٔ سلسلہ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ماہانہ فاتحہ جس میں ایک گھنٹہ محفلِ سماع، چاند کی پہلی جمعرات جسے نوچندی جمعرات کہا جاتا ہے اس میں شب بیداری کا اہتمام کیا، اس رات میں مریدین سوا لاکھ آیتِ کریمہ، سوا لاکھ درود شریف اور سوا لاکھ اللہ الصمد اجتماعی طور پر پڑھتے ہیں۔ خواتین کے لیے علیحدہ با پردہ اہتمام ہوتا ہے۔ ختم شریف کے بعد ذکر حلقہ اور پھر خصوصی اجتماعی دعا کی جاتی ہے یہ درگاہ شریف کے وہ ماہانہ پروگرام ہیں جو پابندی کے ساتھ جاری ہیں۔ یہ تمام پروگرام حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے خود جاری فرمائے مریدین کے علاوہ دیگر سلاسل کے لوگ بھی ان پروگراموں میں شرکت کر کے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ماہانہ پروگراموں کے علاوہ جو سالانہ پروگرام ہوتے ہیں ان میں شبِ برأت، شبِ قدر، شبِ عاشورہ، شبِ میلاد گیارہویں شریف، بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کے اعراس نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے صرف انہی پروگراموں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ تحریری طور پر بھی کام کیا۔

ماہنامہ ''الاشرف'' کا اجراء:

عرصہ دراز سے آپ کی یہ خواہش تھی کہ ایک رسالے کا اجراء کیا جائے۔ جس میں قرآن وسنت کی تعلیمات اور بزرگانِ دین اولیائے کاملین کے مستند حالات وواقعات اور ملفوظات کو عام فہم انداز میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے دسمبر ۱۹۷۹ء میں ماہنامہ الاشرف کا اجراء کیا۔ رسالے کے پہلے ایڈیٹر جناب عارف دہلوی صاحب مرحوم مقرر ہوئے۔ یہ رسالہ بڑے آب وتاب کے ساتھ نکلا۔ بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ نے اس کے اجراء پر حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کو مبارک باد دی۔ الحمدللہ! یہ رسالہ پابندی کے ساتھ جاری ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے نام ونمود اور شہرت سے بالاتر ہو کر صرف اخلاص کے ساتھ دین کی تعلیم عوام الناس کو پہنچانے کے لیے اس کا اجراء کیا۔ اس رسالے کو بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کی نگاہِ کرم اور ان کا فیض حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اہم کتب بھی تصنیف فرمائیں۔ جن کی تفصیل اس رسالے میں موجود ہے۔

سلسلہ اشرفیہ کے مراکز:

درگاہِ عالیہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی اور اس میں روحانی پروگرام شروع کرنے کے بعد آپ نے پاکستان کے دیگر شہروں میں بھی اس کے مراکز قائم کیے۔ جہاں قرآنِ کریم حفظ وناظرہ کی تعلیم جاری ہے۔ ملتان میں قاسم بیلہ کے علاقے میں ''درسگاہ اشرفیہ'' کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا۔ جس میں بہترین قرأ اور حفاظ کو تعلیم کے لیے مقرر کیا۔ اس وقت قاسم بیلہ کے علاقے میں مدارس نہ ہونے کے برابر تھے۔ علاقے کی اکثریت نے درسگاہِ اشرفیہ کا رُخ کیا اور اپنے بچوں کو یہاں داخل کرایا۔ چند سالوں میں حفاظ اور ناظرہ کلامِ پاک

مکمل کرنے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ اس کے ساتھ ہی مدرسۃ البنات کا بھی افتتاح فرمایا۔ جس میں معلمات، طالبات کو تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ آپ ہر سال ملتان تشریف لے جاتے تھے اور فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ وطلبات کو اسناد عطا فرماتے تھے۔ الحمدللہ! یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے فرزندِ چہارم صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف جیلانی مدظلہ العالی درسگاہِ اشرفیہ کے مہتمم ہیں اور نگرانی فرما رہے ہیں۔

مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ (نیدرلینڈ):

۱۹۹۲ء میں حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے ہالینڈ کے شہر راوٹرڈیم میں ''مرکزِ اشرفیہ جیلانیہ'' کے نام سے ایک مرکز قائم کیا۔ یہاں بھی حفظِ قرآن و ناظرہ کی تعلیم جاری ہے اور حضرت کے مریدین ہی بلا معاوضہ قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ جہاں قرآنی تعلیم کے علاوہ ہر جمعرات کو ذکر حلقہ ہوتا ہے۔ جس میں تمام مریدین جمع ہوتے ہیں اسی طرح بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کے اعراس بھی نہایت شان وشوکت کے ساتھ منعقد کیے جاتے ہیں۔ جن میں علمائے کرام خطابات فرماتے ہیں قرآن وسنت کی تعلیمات اور بزرگوں کے حالات وواقعات کو بیان کرتے ہیں۔ الحمدللہ! یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آپ ہر سال ہالینڈ تشریف لے جاتے تھے۔ مرکز کا جائزہ لیتے تھے اور جن شہروں میں آپ کے مریدین موجود ہیں وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد راقم الحروف آپ کی اتباع میں ہر سال تبلیغی دورے پر جاتا ہے

مدرسہ اشرفیہ تعلیمات اسلامیہ:

ساؤتھ افریقہ کے شہر ڈربن میں چیس ورتھ کے علاقے میں ''مدرسہ اشرفیہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کے نام سے ایک دارالعلوم قائم ہے۔ جس کا انتظام حضرت کے مریدین کرتے ہیں۔ حضرت مولانا فرحاد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ اس کے مہتمم ہیں اس دار العلوم میں کثیر تعداد میں طلباء حفظِ قرآن، ناظرہ اور درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں قیام وطعام کا بھی انتظام ہے۔ یہ وہ مراکز تھے جو آپ نے قائم فرمائے گویا آپ کا فیض یورپ اور افریقہ تک پہنچ گیا ہے اور الحمدللہ! جاری ہے۔ آپ نے جو کام بھی کیا اس کی بنیاد خلوص پر رکھی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے کام کیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کام میں برکت عطا فرمائی۔ لوگ ادارے قائم کرتے ہیں لیکن ان کے دنیا سے جانے کے بعد وہ ادارے ختم ہو جاتے ہیں۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے جتنے مدارس اور مراکز پاکستان اور بیرونِ پاکستان قائم فرمائے۔ الحمدللہ! وہ سب جاری ہیں، بلکہ ان میں مزید ترقی ہو رہی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی بنیاد خلوص پر رکھی گئی اور ان کو بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کی روحانی سرپرستی حاصل ہے۔

تبلیغی دورے:

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے اتنی مصروفیات کے باوجود

اندرونی اور بیرونی ممالک کے تبلیغی دورے فرمائے۔آپ ہر سال حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں اوقاف کے بلاوے پر لاہور تشریف لے جاتے تھے اور عرس شریف کے پہلے اجلاس کی صدارت فرماتے تھے۔آپ نے ۳۵ سال مسلسل عرس مبارک میں شرکت کی اور پہلے اجلاس کی صدارت فرمائی۔عرس شریف سے فارغ ہوکر ۸ روز لاہور میں قیام فرماتے اور اس کے بعد ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور کا دورہ فرماتے۔ان تمام شہروں میں آپ کے مریدین کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ پاکستان کے علاوہ ہالینڈ، انگلینڈ، بیلجیئم، فرانس، جرمنی، متحدہ عرب امارات کے تبلیغی دورے فرمائے۔آپ نے اپنے ان دوروں کے دوران مریدین کی اصلاح فرمائی اور انہیں روحانیت کی جانب مائل کیا۔ان کے مسائل کے حل کے لیے وظائف پڑھنے کے لیے بتائے۔آپ کے دستِ مبارک پر کافی تعداد میں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور بے شمار لوگوں نے آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کی۔مریدین سے خطاب فرماتے تو انداز الگ ہوتا، علماء کی مجلس میں ہوتے تو انداز مختلف ہوتا، جلسہ عام میں خطاب فرماتے تو نہایت عام فہم انداز میں کلام کرتے اور اپنی بات لوگوں کے دلوں تک اتار دیتے۔یہی وجہ تھی کہ آپ کی مجلس سے اُٹھ کر جانے والا اگر شقی ہوتا تو سعید بن کر جاتا، اگر گنہگار ہوتا تو نیکوکار بن کے جاتا۔غرضیکہ آپ نے اپنی نگاہِ کرم اور روحانیت سے ہزاروں کی کایا پلٹ دی۔

بے شمار لوگوں کے عقائد درست کیے اور انہیں صراطِ مستقیم پر گامزن کردیا۔آپ مقرر بھی تھے مصنف بھی ادیب بھی تھے اور خطیب بھی، عالم باعمل بھی تھے اور صوفی باصفا بھی غرضیکہ آپ شریعت وطریقت کے علوم سے بہرہ مند تھے۔روحانیت کے حصول میں آپ نے بڑی محنت کی اور اپنے والدِ گرامی حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کی زیرِ نگرانی راہِ سلوک کی تمام منازل طے کیں۔پھر آپ نے اس سلسلے کو صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ مریدین ومعتقدین کو بھی سالکینِ راہِ طریقت بنا دیا۔آج آپ کے وصال مبارک کو ۱۶ سال ہو چکے ہیں یعنی ہم آپ کی ۱۶ ویں سالانہ فاتحہ منا رہے ہیں۔لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ آج بھی ہمارے ساتھ ہیں اور اپنی روحانی توجہ سے ہماری سرپرستی فرما رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے مرقد مبارک پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سب کو ان کی تعلیمات وملفوظات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ان جیسی استقامت، دین کے لیے خلوص اور رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

درسِ قرآن

 حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ 

پارہ نمبر۶ سورۃ النسآء آیت ۱۷۲-۱۷۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ اَنۡ یَّکُوۡنَ عَبۡدًا لِّلّٰہِ وَلَا الۡمَلٰٓئِکَۃُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ وَمَنۡ یَّسۡتَنۡکِفۡ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَیَسۡتَکۡبِرۡ فَسَیَحۡشُرُہُمۡ اِلَیۡہِ جَمِیۡعًا فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیۡہِمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَیَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡتَنۡکَفُوۡا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا فَیُعَذِّبُہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا وَّلَا یَجِدُوۡنَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا۔

ترجمہ:

مسیح علیہ السلام تو اللہ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار نہ کریں گے اور نہ مقرب فرشتے اللہ کی بندگی سے عار کرتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی سے عار وتکبر کرے گا تو اللہ سب کو اپنے پاس جمع کرے گا اور سزا دے گا تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ان کو پورا پورا ان کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا اور زیادہ کیا جائے گا اللہ کے فضل سے، مقام قرب میں دیدار کے وہ معاملات جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے نہ کسی دل میں ان کا تصور آیا، جو کچھ چاہے گا عطا فرمائے گا۔

تفسیر:

لَنۡ یَّسۡتَنۡکِفَ الۡمَسِیۡحُ .... ہُمۡ اِلَیۡہِ جَمِیۡعًا

استنکاف کے معنی ہے کسی چیز کو حقیر سمجھ کر ناک چڑھانا محاورہ ہے نَکَفۡتُ الدمع میں نے ہاتھ سے آنسو پونچھ لیے تھے تاکہ آنسو باقی نہ رہیں۔

شانِ نزول:

وفد نجران نے حضور ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے صاحب کو کیوں عیب لگاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ صاحب تمہارے کون ہیں؟ نجرانی بولے: عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ نے فرمایا: وہ کون سی چیز ہے جو میں نے ان کی شان میں فرمائی؟ بولے: آپ کہتے ہیں وہ اللہ کا بندہ اور رسول ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ کی بندگی باعث شرف وکمال ہے جس پر خود ان کو فخر ہے کیونکہ ممکنات میں کمال وصفی اس

وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک ان کا انتساب اللہ کی طرف نہ ہو لہٰذا عبدیت ہی ان کے لیے باعث کمال ہے۔

متذکرہ آیت سے ملائکہ کی فضیلت انسانوں پر لازم نہیں آتی۔ جزئی فضیلت ضرور ہے انسان جو اپنی شخصی اور نوعی بقا کے لیے کھانے پینے جماع کا محتاج ہے اس کا زمانہ حدوث میں قریب ہے وہ اللہ کی عبدیت اور مخلوق ہونے سے کیسے انکار کرسکتا ہے۔ ملائکہ جو مادی کثافت سے پاک ہے ان کو کوئی حاجت نہیں۔ قوت بھی زائد ہے عمر میں بھی زائد ہیں لیکن پھر بھی وہ عبدیت سے انکار نہیں کرتے۔

باقوال حسنات:

استنکاف باب استفعال ہے مبدا اشتقاق نکف ہے علامہ راغب اصفہانی نے کہا من نکف الشئ نحیته ورجله تنحیته الدمع عن الخد بالاصبع وقالوا بحر لاینکف ای لاینزح ومنه قوله

فباتوا　ولولا　ماتذکر　منهم

من الخلف لم ینکف لعینك مدمع

جو کسی چیز کو مٹائے اور اس کی اصل رخسار سے انگلی کے ساتھ آنسو مٹانا اور شعر کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جو اس کے اندر سے نہ نکالا جاسکے، نظیر میں شعر کے اندر محاورہ بتایا۔

وقیل النکف قول السوء نکف بری بات کا کہنا ہے و یقال ماعلیه فی هذا الامر نکف ولا وکف محاورہ ہے کہ اس امر میں اس پر کوئی عیب نہیں اور نہ الزام۔ پھر اسے باب استفعال میں لاکر اس سے سلب کے معنی لیے گئے۔ قال المبرد وفی الاساس استنکف ونکف امتنع وانقبض انفا وحمیه مبرد نے کہا اور اساس میں ہے۔ استنکف ونکف بمعنی امتنع اور انقبض کے آتا ہے بغیر روکنا اور کسی سے قبض کرنا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللّٰه ۔ مسیح ہرگز تکبر نہیں کرتے اس میں کہ ہوں بندے اللہ کے (روح المعانی) اور جو بھی تکبر کرے یا نفرت اللہ کا بندہ ہونے سے تو عنقریب وہ اسے محشور کرے گا اور سب کو آخر میں اس تکبر و نفرت کی سزا دے گا اور جو ایمان لائے۔ اس کے لیے ارشاد ہے:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا......... یهم الیه صراطامستقیما

لغت میں برہان مضبوط کرنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں قوی دلیل کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ پختہ و مضبوط کیا جائے جسے مخالف توڑ نہ سکے۔ برہان میں تنوین عظمت کی ہے۔ من ابتدائیہ ہے من ربکم یا تو برہان کی صفت ہے یا جآء کی یعنی اے لوگوں تم سب کے پاس ایک بہت مضبوط اور مدلل دلیل تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے۔

باقوال حسنات:

برہان سے مراد حجۃ قاطعہ ہے اور اس سے مراد معجزات سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ابن عساکر سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ: ان المراد بالبرهان هو النبی صلی اللّٰه علیه وسلم برہان سے مراد ذات اقدس حضور سید عالم ﷺ ہے اور

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: وعبر عنه عليه الصلوٰة والسلام بذلك لما معه من المعجزات التي تشهد بصدقه ﷺ۔ آپ اس سے مراد لیتے ہیں ذات اقدس ﷺ مع معجزات کے جو شہادت دیتے ہیں صداقت مصطفیٰ ﷺ پر اور برہان پر تنوین تفخیم ہے۔ برہان حجت الٰہیہ سے مراد ذات مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حضور ﷺ کی آنکھ شریف معجزہ ہے جو اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی تھی اور جس نے نماز کسوف میں جنت کا مشاہدہ کیا حضور ﷺ کی ناک معجزہ ہے جس نے مدینہ منورہ میں حضرت اویس قرنی کے ایمان ومحبت کی خوشبو یمن سے پالی۔(روح البیان)

حضور ﷺ کی زبان معجزہ ہے جس کی ہر بات وحی خدا ہے جو منہ سے نکلا پورا ہو کر رہا گویا کُن کی کنجی ہے۔ حضور ﷺ کا لعاب معجزہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آشوب کو لعاب سے صحت حاصل ہوگئی۔ حضرت عتیق رضی اللہ عنہ کی پاؤں کی ٹوٹی ہوئی ہڈی بدر میں لعاب سے جوڑ دی۔ حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے بازو کو بدر میں لعاب سے جوڑ دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کے انگوٹھے کو سانپ کے زہر کو لعاب سے تریاق بنا کر صحت بخش دی، کھاری کنویں کو لعاب سے شیریں کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ حضور ﷺ کے ہاتھ معجزہ ہے ید الله فوق ایدیھم جس ہاتھ پر صحابہ نے بیعت رضوان، کنکریوں نے کلمہ پڑھا۔ جس دسترخوان سے دست مبارک پونچھ لیے تندور کی آگ نے اس پر اثر نہ کیا اور وہ صاف ہوگیا۔ حضور ﷺ کی انگلیاں معجزہ ہیں ایک پیالہ پانی سے پانچوں انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے سفر حدیبیہ میں انگلی مبارک کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا۔

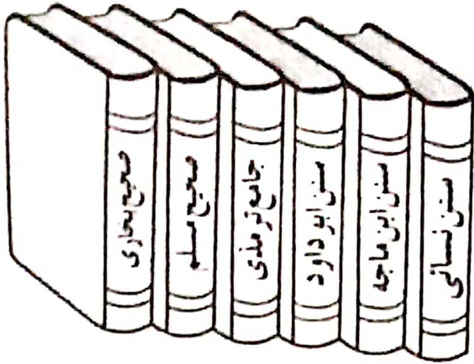
حضور اکرم ﷺ کے پاؤں معجزہ جو فرش پر چلے عرش پر چڑھے بیماروں کو ٹھوکر لگ جائے تو شفا ہو جائے۔ حضور ﷺ کا پسینہ معجزہ ہے جس میں گلاب سے اعلیٰ خوشبو ہے۔ حضور ﷺ کے بال مبارک معجزہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں تبرکاً رکھا ہر جہاد میں فتح نصیب ہوئی۔ بیمار غسل دے کر غسالہ پی لیتے تو شفا پا جاتے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر بال شریف تھے تمام رات فرشتوں کی تسبیح سنی۔

(مدارج النبوۃ)

باقوال الحسنات:

نور مبین کے انزال سے مراد قرآن کریم ہے جو بواسطہ سید اکرم نور مجسم ﷺ نازل ہوا اور نور مبین پر فرماتے ہیں: وهو القرآن كما قاله قتادة ومجاهد والسدی وہ فرماتے ہیں وہ قرآن کریم ہے جیسا کہ قتادہ اور مجاہد اور سدی نے کہا: جس طرح اشیاء کا انکشاف روشنی سے ہوتا ہے اسی طرح حق کا انکشاف قرآن سے ہوتا ہے۔ اب آگے ان لوگوں کی شان میں ارشاد ہے: اعتصام بحبل الله کرتے ہوئے ایمان لائے اور اس کی رحمت یعنی جنت میں اور فضل یعنی ایسی نعمتوں سے احسان فرمایا جائے گا جس کی مقدار و تعداد طاقت بیان سے باہر ہے۔

درسِ حدیث



حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنِّسَآئِيُّ)

وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِ. (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

ترجمہ:

روایت ہے عبداللہ ابن سرجس رضی اللہ عنہ سے (۱) فرماتے ہیں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کہ: تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے (۲) (ابوداؤد، نسائی)

روایت ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تین لعنتی چیزوں سے بچو: گھاٹوں درمیانی راستہ اور سایہ میں پاخانہ کرنے سے (۳) (ابوداؤد)

روایت ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: دو شخص پاخانہ کرنے نہ جائیں کہ شرمگاہیں کھولے باتیں کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے (۴) (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں (۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ بیت الخلا جنات کے حاضر رہنے کی جگہ ہیں (۶) تو جب تم میں سے کوئی بیت الخلا جائے تو کہہ لے میں گندے جن اور جناتی سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں (۷) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنات کی آنکھوں اور لوگوں کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب کوئی بیت الخلا میں جائے تو بسم اللہ کہہ لے(۸) اسے ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اس کی سند قوی نہیں۔

شرح:

صحابی کا تعارف:

(۱) آپ قبیلہ مزینہ یا قبیلہ بنی مخزوم سے ہیں، بصرہ کے رہنے والے ہیں، آپ کے والد کا نام سرجس ہے یا نرجس (۲) جحر سے مراد یا زمین کا سوراخ یا دیوار کی پھٹن، چونکہ اکثر سوراخوں میں زہریلے جانور، چیونٹیاں وغیرہ کمزور جانور یا جنات رہتے ہیں، چیونٹیاں پیشاب یا پانی سے تکلیف پائیں گی یا سانپ و جن نکل کر ہمیں تکلیف دیں گے، اس لیے وہاں پیشاب کرنا منع فرمایا گیا۔ چنانچہ سعد ابن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات اسی سے ہوئی کہ آپ نے ایک سوراخ میں پیشاب کیا جن نے نکل کر آپ کو ہلاک کردیا۔ لوگوں نے اس سوراخ سے یہ آواز سنی : نَحْنُ قَتَلْنَا سَيِّدَ الْخَزْرَجِ سَعْدَ بْنِ عُبَادَةَ وَرَمَيْنَاهُ بِسَهْمٍ فَلَمْ نُخْطِ فُؤَادَهُ (مرقاۃ و اشعۃ اللمعات)

(۳) اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ ہر وہ جگہ جہاں لوگ بیٹھتے یا آرام کرتے ہوں وہاں پاخانہ کرنا منع ہے کہ اس سے رب تعالیٰ بھی ناراض ہے اور لوگ بھی گالیاں دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے غسل خانوں اور استنجاء خانوں میں پاخانہ کرنا سخت جرم ہے بندوں کو ستانے والا رب کے عذاب کا مستحق ہے

(۴) کیونکہ دوسرے کے سامنے ننگا ہونا بھی منع ہے اور پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے باتیں کرنا بھی جرم، اس وقت باتیں کرنے سے ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے، بلکہ اس وقت اللہ کا بھی ذکر نہ کریں، اگر چھینک آئے تو زبان سے الحمدللہ! بھی نہ کہیں، اگر کوئی سلام کرے تو جواب بھی نہ دیں غرض کہ پیشاب، پاخانہ اور صحبت کے وقت مطلقاً بات کرنا ممنوع ہے۔

صحابی کا تعارف:

(۵) آپ مشہور صحابی ہیں، آپ کی کنیت ابوعمرو ہے، انصاری ہیں، خزرجی ہیں، کوفہ میں قیام رہا، ۸۵ سال عمر پائی، ۸۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے (۶) کیونکہ یہاں پلیدیاں پڑتی ہیں، اللہ کا ذکر ہوتا نہیں، اس لیے وہاں شیطان لوگوں کی تاک میں بیٹھتے ہیں، اسی لیے حکم ہے کہ بلاضرورت بیت الخلا میں نہ جاؤ اور بلاوجہ وہاں نہ بیٹھو۔ خیال رہے کہ گرجے، مندر، شراب خانے، سینما، جہاں جواری جوا کھیلیں یہ تمام جگہ شیطانوں کے ٹھکانے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: بازاروں میں شیطان رہتا ہے کہ وہاں جھوٹ، دھوکے بہت دیئے جاتے ہیں (۷) مگر یہ کلمات بیت الخلا میں جانے سے پہلے کہے، بیت الخلا کے اندر اللہ کا ذکر منع ہے، کیونکہ وہاں گندگیاں ہیں (۶) یعنی جیسے دیوار اور پردے لوگوں کی نگاہ سے آڑ بنتے ہیں ایسے ہی یہ اللہ کا ذکر جنات کی نگاہوں سے آڑ بنے گا کہ جنات اس کو نہ دیکھ سکیں۔

گوشۂ سیرت

سرورِ عالم ﷺ کی معاشرت

سید مکرم اشرف جیلانی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جس طرح گناہوں اور معصیتوں سے معصوم رکھا ہے، اسی طرح ان کو جسمانی و اخلاقی عیوب سے بھی مبرّا ومنزّہ رکھا ہے۔ جس طرح حق سبحانہ وتعالیٰ نے کسی اندھے، کانے، گونگے، بہرے، لنگڑے، لولے اپاہج، دست بُریدہ یا پا بریدہ کریہہ المنظر کو نبی بنا کر مبعوث نہیں فرمایا اسی طرح کسی بزدل، نامرد، مجہول النسب، بدخلق، بدکردار اور بدمعاملہ کو بھی نبی نہیں بنایا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان مکارم اخلاق، محاسن افعال اور اوصاف کے اعتبار سے جس طرح ارفع واعلیٰ ہے اسی طرح وہ جسمانی عیوب سے پاک ہیں پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جس ذاتِ مکرم، نبی اکرم، حضور سرورِ دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت کو ختم فرمایا اُس کو حُسن صورت، مکارم اخلاق، محاسن اوصاف وافعال کا نمونہ اتم بنایا۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے نعتیہ قصیدے میں تحریر فرماتے ہیں:

منزہ عن شریک فی محاسنه
آپ کے اخلاق ہر عیب سے پاک ہیں

فجوھر الحسن فیه غیر منقسم
آپ کا حسن قابلِ تقسیم نہیں ہو سکتا

فاق النبیین فی خلق و فی خلق
انبیاء کے ما سلف گزرے ہیں کم

ولم یدن انوہ فی علم ولا کرم
جن میں خلق ایسا تھا یا علم و کرم

علّامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب شفاء شریف میں سرکار دو عالم ﷺ کا حُلیہ اقدس متعدد روایات سے اخذ کر کے اس طرح بیان فرمایا ہے۔ یقین جانو کہ حضور انور ﷺ کا رنگ نہایت روشن گورا سُرخی مائل تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اندھیرے میں بھی حضور رسالت مآب ﷺ کے چہرۂ مُبارک کی روشنی سے میں سوئی میں دھاگہ پرویا کرتی تھی۔ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب آپ کے رنگ کی توصیف میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ترجمہ: آپ ﷺ کا رنگ ایسا گورا ہے کہ ابر بھی آپ کے رُخِ روشن سے سراب ہوتا (اور روئے زمین کو سیراب کرتا) ہے (آپ)

یتیموں کے غمخوار اور بیواؤں کو پناہ دینے والے ہیں۔

آنکھیں سرگیں بڑی سیاہ پتلی، پلکیں بڑی بڑی، ابرو ہلالی پیوستہ، بینی مبارک بلند درازی مائل تھی۔ دندان مبارک بہت ملے ہوئے نہ تھے۔ چہرہ (کھڑا مگر تقریباً) مدوّر، پیشانی بڑی ریش مبارک گھنی جس کی وجہ سے سینہ کا حصّہ چھپ جاتا تھا۔ شکم مبارک سینہ سے برابر تھا اونچا نہ تھا۔ سینہ فراخ (جو معنی ہر کس و ناکس سے کمالِ شفقت وعلم سے پیش آنے کی دلیل تھی) مونڈھوں کی ہڈیاں، بازو، کلائی، ران اور پنڈلی کی ہڈیاں درازی مائل اور زبردست (جو معنی کمال وقوت کی دلیل ہے) بخاری شریف میں ہے: حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تیس آدمیوں کی قوت عنایت ہوئی تھی۔ ہتھیلیاں پُر گوشت اور چوڑی (جو معنیٰ عنایت، کرم اور لطف عمیم کی علامت ہے)

آپ کو عطا و کرم کے وقت فقر یا ناداری کا خیال بھی نہ آتا تھا۔ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کے پاس بکریاں دیکھیں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس بکریاں بہت ساری ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بہت ہیں تو تُو لے لے، راوی کا بیان ہے کہ جب وہ ان بکریوں کو لے کر چلا تو دو پہاڑیوں کے درمیان جو میدان تھا وہ بھر گیا۔

پاؤں کے پنجے بھی کسی قدر چوڑے (مگر ایڑیاں نازک اور تلوے بیچ سے ذرا خالی) تھے۔ ہاتھ پاؤں صحیح وسالم اور اُن کی انگلیاں پُر گوشت، جو حصہ بالوں سے خالی تھا وہ نورانی سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک ہلکی سی تحریر تھی۔

حضور ﷺ میانہ قامت (اور موزوں اندام) تھے۔ نہ بہت دراز نہ بہت پست قد، بایں ہمہ کوئی شخص طویل القامت آپ کے ساتھ چلتا تو آپ ﷺ ہی اس سے اونچے نظر آتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ و امتیاز قدرتی تھا گویا قدرت کو یہ منظور تھا کہ آپ کی رفعت قدر اور علو منزلت جس طرح ظاہر و باطن اور رُوحانیت کے اعتبار سے مسلّم تھی۔ جسمانی حیثیت سے بھی ظاہر و باہر ہو جائے۔

ترمذی شریف اور شمائل ترمذی میں حضرت سیّدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ آپ حلیہ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اگر کوئی آپ کو اچانک دیکھتا تو ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو آپ کے ساتھ میل جول کرتا تو وہ دل سے دوست رکھتا۔ آپ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہتا میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔ گویا دشمنوں کی نظر میں آپ ہیبت ناک معلوم ہوتے اور دوستوں کی نظر میں تو آپ محبوب تھے۔ گویا آپ ﷺ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے پورے مصداق تھے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

حیات اشرف المشائخ نور اللہ مرقدہ ایک نظر میں...

سید ذوالقرنین اشرف جیلانی

نام: سید احمد اشرف جیلانی

کنیت: ابو محمد

لقب: اشرف المشائخ

ولادت: ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۵۰ھ بمطابق ۵ر جون ۱۹۳۱ء بروز جمعہ

جائے ولادت: دہلی

والد گرامی: قطبِ ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

رسم بسم اللہ: ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء

ابتدائی تعلیم: والد محترم و والدہ محترمہ سے حاصل کی

حفظ قرآن: حافظ بھورے علیہ الرحمہ سے (مدرسہ حسین بخش کی ذیلی شاخ)

درسِ نظامی: مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

بیعت و خلافت:

والدِ محترم حضرت قطبِ ربانی سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ نے "خلافتِ اشرفیہ" اور تمام سلاسلِ طریقت کی خلافت سے نوازا اور خرقہ، تاج اشرفی پہنایا۔ ان کے علاوہ حضرت مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ نے بھی "خلافتِ اشرفیہ" سے نوازا۔

اسلامی و روحانی خدمات:

آپ نے بے شمار غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور لاکھوں بندگانِ خدا کو سلسلہ اشرفیہ سے منسلک کیا اور سلسلہ اشرفیہ کو دیگر بلادِ اسلامیہ یورپ اور دیگر ممالک تک پھیلایا۔ آپ نے ساؤتھ افریقہ، ہالینڈ میں اور پاکستان میں ملتان اور فیصل آباد میں مراکز اشرفیہ قائم فرمائے۔

دینی و قومی خدمات:

آپ نے مشائخ کانفرنس، علماء و مشائخ کنونشن اور نفاذ اسلام کنونشن میں شرکت فرما کر اور صدر جنرل ضیاء الحق سے بنفس نفیس ملاقات فرما کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے تجاویز پیش کیں ۱۹۷۸ء میں غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کی دعوت پر ملتان سنی کانفرنس میں شریک ہوئے اور بھرپور تعاون فرمایا۔ ۲۰۰۱ء عالمی سنی کانفرنس میں حضرت

علامہ مظہر سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی دعوت پر ملتان تشریف لے گئے اوران کوبھر پور تعاون کا یقین دلایا۔ ۱۹۷۰ء میں علامہ سید سعادت علی قادری اور علامہ محمد حسن حقانی کے اصرار پر جماعت اہلسنت کی سرپرستی قبول فرمائی اور جماعت اہلسنت کے تحت ہونے والی تمام کانفرنسوں میں شرکت کی۔

زیارت حرمینِ شریفین:

آپ نے ۱۷ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور بے شمار عمرے کے سفر فرمائے۔

روحانی تبلیغی سیاحت:

حرمین طیبین، متحدہ عرب امارات، ہالینڈ، انگلینڈ، جرمنی فرانس، بیلجیئم، یورپ، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے روحانی اور تبلیغی سفر فرمائے۔

تصنیفات وتالیفات:

۱۹۷۹ء میں آپ نے ''ماہنامہ الاشرف'' کا اجراء فرمایا۔ جو مسلسل باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے آپ نے متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے جن میں حیاتِ قطبِ ربانی، حیات محبوبِ ربانی، فضائلِ رمضان، فضائل عیدین، بے نمازی کی سزا مقبول دعائیں، دعائے حزب البحر مع ترجمہ ادائے زکوٰۃ مشائخ سلسلہ اشرفیہ، روضۃ المحدثین، ملفوظات، قطب ربانی، معافی و بخشش طلب کرنے کا مسنون طریقہ، درود معظم مع ترجمہ، درود مستغاث مع ترجمہ و بطریق سلسلہ اشرفیہ، اظہارِ حقیقت حضرت داتا گنج بخش اور کچھ کتب غیر مطبوعہ ہیں اور عنقریب ان کی طباعت کا اہتمام کیا جارہا ہے۔

آخری دورہ:

آپ نے ۲۰۰۴ء میں مرکز اشرفیہ ملتان کا سفر فرمایا۔ جو آپ کا آخری سفر تھا، ملتان میں آپ علیل رہے اور سفر مختصر فرما کر واپس کراچی تشریف لے آئے۔

آخری عرس میں شرکت:

آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت قطبِ ربانی قدس سرہ کے عرس مبارک منعقدہ ۱۵ تا ۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ء میں شرکت فرمائی اور عرس شریف کی اختتامی دعا کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ میرا آخری عرس ہے آئندہ عرس میں مجھے نہیں دیکھ سکو گے''۔

مریدین سے آخری ملاقات:

۱۴ر دسمبر بروز بدھ گھر سے باہر درگاہ شریف میں مینار شریف کی تعمیر کا معائنہ فرمایا اور درگاہ عالیہ اشرفیہ کے مرکزی دروازے تک تشریف لے گئے پھر تمام مریدین کو رخصت کیا۔

وصال شریف:

۱۴ر ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ بمطابق ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۵ء شب ہفتہ رات سوا ایک بجے۔

نماز جنازہ: جانشین اشرف المشائخ حضرت ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔

مرقد مبارک: والد حضرت قطب ربانی علیہ الرحمہ کے پہلو میں آپ کی وصیت کے مطابق دفن کیا گیا۔

عرس مبارک: ۱۳ر ذیقعدہ بعد نماز عشاء۔

ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

حضرت اشرف المشائخ علیہ الرحمہ کی یادیں

ماہِ ذیقعد شروع ہوتا ہے تو ان کی یادیں بہت ستاتی ہیں۔ کچھ ایسی شخصیات دنیا میں ہوتی ہیں، وہ دور سے بہت متاثر کُن ہوتی ہیں۔ ان کی شخصیت کا ظاہر بڑا دلکش ہوتا ہے، لوگ ان سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں، لیکن جوں جوں قربت حاصل ہوتی ہے ان کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے تو قربت دوری میں بدل جاتی ہے اور اس شخصیت سے محبت بہت سخت نفرت میں بدل جاتی ہے۔ اس دنیا میں کچھ شخصیات اس کے برعکس ہوتی ہیں۔ ان کا ظاہر بہت سادہ اور دنیاوی جاہ وحشم کے تقاضوں سے دور نظر آتا ہے، شہرت سے بیزار ہوتے ہیں لیکن ان کی سادگی، سادہ گفتگو میں ایسی بلا کی کشش ہوتی ہے کہ لوگ ان کی جانب کھچے چلے آتے ہیں۔ تصنع اور بناوٹ سے دوری ان کی شخصیت میں جاذبیت اور نکھار پیدا کر دیتی ہے۔ ایسی شخصیات کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ جو جتنا ان کے قریب ہوتا ہے پھر کسی کا نہیں ہوتا، ان کا ہی ہو جاتا ہے۔

ایسی عظیم شخصیات میں سے ایک شخصیت مہتاب شریعت وطریقت آفتاب اشرفیت، نور دیدۂ غوثیت، اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ کی ذات والا صفات تھی اپنے ہم عصر علماء ومشائخ میں گُلِ سر سبز نظر آتے ہیں۔ وہ شریعت وطریقت کا حسین سنگم تھے۔ تقویٰ و پرہیز گاری میں قابلِ تقلید شخصیت تھے۔

قارئین کرام! یہ مضمون مبالغہ آرائی سے بہت دور چشم دید واقعات پر مشتمل ہوگا۔ کہیں آپ بیتی یا خود پسندی لگے تو اچھا گمان کریں اگر اپنی کوئی اچھائی بھی بیان کروں گا تو یہ ان کی تربیت کی عکاسی ہوگی۔ میں نے اپنی زندگی کے ۳۸ برس ان کی تربیت میں گزارے۔ بحیثیتِ والد، بحیثیتِ پیرو مرشد تو ان کی شخصیت تھی ہی لاجواب لیکن وہ بہت اچھے انسان تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذات مبارکہ کے بعد میری آئیڈیل شخصیت تھے۔ کرامات بیان نہیں کروں گا، اس دور میں اتنی پاکیزہ زندگی گزارنا، دنیا کی آلائشوں سے اپنے دامن کو بچا کر گزر جانا بہت بڑی کرامت ہے۔ کسی انسان کے متعلقین اور اولاد ہر ایک اپنے بارے میں اس شخصیت کے لیے یہ سمجھے کہ وہ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتا تھا یا کرتا ہے اس شخص کے بااخلاق

ہونے اور کامیاب زندگی گزارنے کی بہت بڑی دلیل ہوا کرتی ہے اور یہ میرے آقا جانِ کونین ﷺ کی سیرت کا بہت پیارا گوشہ ہے۔ محبت کا تقاضہ ہوتا ہے کہ محبوب کی عادات واطوار کو اپنائے۔ محب کی چال ڈھال، گفت وشنید میں محبوب کا جمال نظر آتا ہے۔ میں نے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی زندگی میں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی بہت سی جھلکیاں دیکھیں۔ انسان دنیا میں تنہا نہیں ہوتا، اس کا خاندان ہوتا ہے، دوست ہوتے ہیں دوسرے متعلقین ہوتے ہیں۔ کہیں وہ سخت گیر ہوتا ہے تو کہیں وہ نرم دل، کہیں چاپلوس تو کہیں خودغرض، ہر انسان کے بہت سے چہرے نظر آتے ہیں۔ بعض ہستیاں اتنی دلکش ہوتی ہیں ہر رشتے ناتے میں ظاہراً تو کچھ نہ کچھ فرق ہوسکتا ہے لیکن اندر کا انسان ہر جگہ ایک ہی نظر آتا ہے۔ میرے والد علیہ الرحمہ کی گھریلو زندگی بھی بہت دلکش اور قابلِ تقلید تھی۔

بحیثیتِ شوہر:

وہ بہت نرم خو ملنسار محبت کرنے والے تھے۔ انہوں نے والدۂ صاحبہ علیہا الرحمہ کی ہر خواہش کو پورا کیا۔ وہ عبادت و بیرونی مصروفیات کے ساتھ گھر کے لیے وقت نکالتے وہ ہر مسئلہ پر والدۂ صاحبہ کی ہر بات سنتے لیکن مختصر۔ وہ خواتین کی تفصیلی گفتگو کو ناپسند فرماتے۔ کون کیا کہہ رہا ہے؟ کس کے متعلق کون کیا رائے رکھتا ہے؟ ان باتوں سے سخت الجھن کا شکار ہوتے فرماتے: ''یہ سب وقت کا ضائع کرنا ہے''۔ خود بھی جب کلام کرتے تو مختصر اور کلام کو طول نہ دیتے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں ہمارے والدین کی بڑی ہم آہنگی تھی۔ دینی تعلیم کے معاملے میں والدہ نے والد صاحب کی خواہش کا ہمیشہ احترام کیا۔ ورنہ بہت سارے علماء و مشائخ اپنی اولاد کو اس لیے دینی تعلیم نہیں دلوا سکے کہ ان کو اس معاملے میں اہلیہ کا تعاون حاصل نہ رہا۔ والدہ کے ساتھ ان کا رویہ بہت مخلصانہ اور پُراعتماد تھا۔ ہم نے گھر میں یا باہر ان کی زبان سے کبھی کوئی ناشائستہ جملہ نہیں سنا۔ میں نے بہت سے باشرع صوم وصلوٰۃ کے پابند افراد کی شریف اور باپردہ بیویوں کے منہ سے یہ بھی سنا کہ: ''میرا شوہر انتہائی خبیث آدمی ہے''۔

ایک مرتبہ ایک خاتون ہمارے اسکول **''سمنانی فاؤنڈیشن''** میں اپنے بچے کی شکایت سننے آئیں تو بچے کو سمجھانے کے لیے جب اسکول کے نگران مہتاب صاحب نے بچے سے کہا: ''تم اپنے والد کو آئیڈیل بناؤ'' تو فوراً وہ خاتون بولیں: نہیں!!! اس سے یہ نہ کہیں۔ شوہر جب اپنی اچھائی کو بیوی سے منوائے تو بڑا کامیاب شوہر ہوتا ہے۔ میرے آقا جانِ کونین ﷺ جب پہلی وحی کے نزول کے بعد گھر تشریف لائے تو اُم المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اللہ آپ ﷺ کے وقار میں کبھی کمی نہ آنے دے گا، کیونکہ آپ ﷺ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں غریبوں، مسکینوں کی دستگیری کرتے ہیں، مصیبت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں، امانت گزار ہیں، اللہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا''۔ (سید الوریٰ ص: ۳۶۳)

اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جانِ کونین ﷺ کے پانچ اوصاف بیان کیے ہیں۔ میں بلا مبالغہ حلفاً یہ بات تحریر کر رہا ہوں کہ ابا حضور علیہ الرحمہ میں یہ پانچ اوصاف بدرجہ اُتم موجود تھے اور میری والدہ انہی اوصاف کی وجہ سے ان پر فخر کرتی تھیں۔ ابا حضور علیہ الرحمہ نے والدہ کو حج کرایا، پھر ہر رمضان ان کو اپنے ساتھ عمرے کے سفر میں لے جاتے۔ خرچہ کے معاملے میں احتیاط کے ساتھ ان کی اور بچوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے۔ جب کبھی وہ بیمار ہو جاتیں تو ان کے علاج معالجے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔ ہم لوگوں سے ان کی عزت اور خیال کرواتے، کبھی سفر سے آتے تو ان کے لیے ضرور کوئی نہ کوئی تحفہ لاتے۔ خاندان کے افراد ان دونوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے۔ کبھی کھانا ان کی طبیعت کے مطابق نہ پکا ہوتا تو صرف اتنا فرماتے کہ: ''لگتا ہے آج بے وضو پکایا ہے''۔ سب کو اندازہ ہو جاتا کہ پکانے میں کوئی کمی رہ گئی ہے انہوں نے گھرداری کے معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کی ان کے پاس اس کی فرصت نہیں تھی۔ والدہ پر اعتماد فرماتے تھے۔ کبھی گھر میں تشریف لاتے اور کسی ضرورت مند خاتون کو بیٹھا ہوا دیکھتے تو پوچھتے: کون ہے؟ کیسے آئی؟ والدہ اس کی ضرورت بیان کرتیں، فوراً اس کی ضرورت پوری کرتے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی دن میں ہمارا دروازہ ضرورت مند یا پریشان حال کے لیے بند ہوا ہو۔ کبھی کسی خاتون کو خالی ہاتھ جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ والدہ کے پاس ان کے دیئے ہوئے پیسے یا کپڑے ہوتے جو والدہ تقسیم فرماتی رہتیں۔ کبھی والدہ کو یہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ضرورت مند کو دوبارہ یا بعد میں آنے کا کہہ کر روانہ کرنا پڑا ہو۔ کبھی کسی پریشان حال کی پریشانی والدہ بیان کرتیں تو ضرور توجہ سے سنتے۔ کبھی پریشانی یا کسی صدمے کی وجہ سے مزاج ساتھ نہیں دیتا تو خاموشی اختیار کر لیتے۔ آج کل تو لوگ گھر میں غصہ سے چیخ چیخ کو گھر سر پر اُٹھا لیتے ہیں، لیکن میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

ابتداء میں ان کے ہاں نرینہ اولاد نہیں تھی پانچ بچیاں تھیں۔ کبھی والدہ کو بیٹا نہ ہونے کا طعنہ نہیں دیا۔ بلکہ ہر بچی کی پیدائش پر خوشی کا اظہار اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ بچوں کا عقیقہ اور بسم اللہ کی تقریب میں رشتہ داروں کو دعوت دیتے۔ بچیوں کو کبھی اس بات کا احساس نہیں ہونے دیا کہ لڑکیوں کی پیدائش پر والدنا خوش ہیں۔ جو شوہر اپنی بیویوں کو خوش رکھتے ہیں اور ان کی ہر جائز خواہش پوری کرتے ہیں، ان کے انتقال کے بعد بیویاں اچھے انداز میں یاد کرتی ہیں۔ آج کل شوہر بیویوں کو بے عزت کر کے چاہتے ہیں کہ بیوی ہماری عزت کرے حالانکہ عزت ہمیشہ کرنے سے ہوتی ہے کرانے سے نہیں۔

مجھے یاد ہے ایک مرتبہ میں جمعہ کی نماز کے لیے جا رہا تھا۔ مجھے تاخیر ہو گئی تھی، ہم سب بھائی جب جمعہ پڑھانے یا تقریر کے لیے جاتے تو ابا حضور قبلہ علیہ الرحمہ کی دست بوسی اور قدم بوسی کرتے وہ ہمیں گلے لگاتے، ماتھا چومتے اور رخصت کرتے پھر والدہ کی دست بوسی کرتے۔ وہ دعاؤں سے رخصت کرتیں

وہ میرے لیے ایک پیالی دودھ لے کر کھڑی ہوتیں میں وہ پی کر روانہ ہو جاتا۔ اس دن میں بہت جلدی میں تھا، میں نے دست بوسی اور قدم بوسی کے بعد ان سے عرض کی: امی! آج دیر ہو گئی ہے بعد میں پی لوں گا۔ انہوں نے فرمایا: ''بیٹا! پی لو زیادہ گرم نہیں ہے، تمہاری آواز پھٹ جاتی ہے پی کر جاؤ'' میں نے پھر معذرت کی وہ خاموش ہو گئیں اور میں جلدی سے باہر دروازے سے نکلا ہی تھا کہ ابا حضور علیہ الرحمہ کی محبت بھری آواز آئی: سید! سید! میں واپس پلٹا اور عرض کی: جی فرمایئے! انہوں نے والدہ کے ہاتھ میں پیالی کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا پی کر جاؤ۔ پھر بڑی شفقت سے فرمایا: ''بیٹا! اس طرح کہنے والا کوئی نہیں ملے گا اور تم اس محبت و شفقت کو یاد کرو گے''۔

آج یہ دونوں ہستیاں دنیا میں نہیں ان کی یادیں باقی ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے اور بچوں سے ایک دوسرے کا احترام کراتے۔

بحیثیتِ والد:

اس حیثیت میں بھی ان کی سیرت سیرتِ نبوی ﷺ کی عکاسی کرتی ہے۔ جب کوئی بچی اپنے سسرال سے آتے تو خوش ہو جاتے اور محبت سے استقبال کرتے۔ انہوں نے ہماری ہر جائز خواہش پوری کی۔ ہماری تعلیم پر بہت توجہ دی، کبھی خرچہ میں کمی نہیں کی حالانکہ ان کے ذمہ بہت خرچے تھے۔ ان کی روحانیت کی برکت تھی، میں نے اتنا آتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا کہ خرچ ہوتا تھا اور وہ سارے ضروری اخراجات ہوتے۔

وہ خرچ کے معاملے میں بہت محتاط تھے میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ وہ ہمیں دعوتوں میں ساتھ لے جاتے، وہاں کھانے کا طریقہ سکھاتے۔ ہم چھوٹے تھے، کوئی ایسی بات ہو جاتی جو ان کو ناگوار خاطر گزرتی۔ وہ گھر آ کر سمجھا دیتے سفر میں ان کے ساتھ رہنے کا الگ مزہ تھا، سفر میں بہت کچھ سیکھا۔

عوام الناس سے ملاقات کا انداز، علماء و مشائخ سے ملاقات کا الگ انداز۔ علماء و مشائخ کا کس طرح احترام کیا جائے، مزاراتِ مقدسہ پر حاضری کا طریقہ و سلیقہ، سفر میں اپنے معمولات کو کس طرح چلانا، امیر و غریب سے ملاقات میں کیا انداز اختیار کرنا، جب غریب سے ملو تو اسے احساسِ کمتری سے بچانا اور امیر سے ملاقات کرو تو خود کو احساسِ برتری سے بچانا۔ یہ سب میں نے ان سے سفر میں سیکھا۔ وہ ہماری خطاؤں کو درگزر کر دیتے تھے پھر الگ سے بڑی محبت اور شفقت سے سمجھا دیتے تھے۔

میں ان کا ایک لحاظ سے پرسنل سیکٹری تھا۔ بینک کے امور، تنخواہوں کا حساب کتاب، کاروباری امور کی انجام دہی میرے ذمہ تھی۔ اس کے علاوہ خطوط کے جوابات کی ذمہ داری بھی میری تھی۔ مجھے ان کے کام کرنے سے بہت سکون ملتا تھا کیونکہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے پر بہت دعائیں دیتے تھے جو میرے آج تک کام آ رہی ہیں۔

اُس زمانے میں موبائل اور واٹس ایپ نہیں تھا۔ ان کے خطوط کثریت سے آیا کرتے تھے۔ ان کے حکم کے مطابق اندرونِ ملک ہر صوبے کی الگ فائل تھی، جو سالانہ ہوتی۔ بیرونِ ملک

ڈاک کی فائل الگ ہوتی۔ یہ اس لیے کہ اکثر ضرورت مندوں کے پرانے خطوط سے مسائل کی تفصیل یاد آجاتی۔ اکثر جہاز کے سفر میں بھی وہ ڈاک ساتھ لے لیتے اور خطوط کا متن سن کر مجھے جواب بتا دیتے اور وظائف میں مشغول ہو جاتے، میں جواب لکھتا رہتا۔

وہ اتنے بڑے مرتبہ کے ہوتے ہوئے میرے دوستوں پر بھی شفقت فرماتے۔ ایک مرتبہ میرے دوست حکیم عبد الرزاق قادری اپنے نکاح کے بعد درگاہ شریف آئے کہ میں آپ کے والد سے دعا لینا چاہتا ہوں اور دیدار کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جب ان کو بتایا تو باہر ملاقات کے لیے تشریف لائے اور ان کی تواضع فرمائی۔ کبھی سوچتا ہوں اتنے بااصول معمولات کے سخت پابند، مفکر، مدبر اور ان اوصاف سے بہت دور پھر بھی اتنی محبت فرماتے تھے۔ وہ مجھے "سید" کہہ کر بلاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ سب مجھے سید یا سید بھائی یا سید صاحب کہتے ہیں۔

ہم ان کے رعب و احترام کی وجہ سے ان کے سامنے کبھی ننگے سر یا ننگے پاؤں نہیں رہتے تھے۔ ان کا کمرہ الگ تھا۔ جب سفر میں ہوتے تھے تو وہ ہماری کیفیت کو سمجھتے ہوتے۔ رات کو اپنے مصلے پر بیٹھ کر کے بیٹھ جاتے اور ہمیں فرماتے سو جاؤ۔

سفر کی صبح:

یہ بڑی دلکش صبح ہوتی جب ان کی بہت پیاری آواز جس میں وہ ذکر اللہ کر رہے ہوتے، ہمارے کانوں میں آتی تو آنکھ کھل جاتی اس وقت کمرے میں اتنا جلال ہوتا کہ اُٹھ کر جانے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ ہم ایک طرف دبک جاتے کہ کوئی ہل جل نہیں کرتے کہ وہ ڈسٹرب نہ ہو جائیں۔ اذانِ فجر ہوتی تو وہ نماز کے لیے اُٹھاتے سید! سید! فرماتے۔ میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا۔ وہ مزاح بھی فرماتے تھے لیکن شائستہ ہوتا تھا۔ ان کی خواہش پر میں نے طیبہ کالج میں داخلہ لیا۔ جب طب کی سند مجھے ملی اور میں گیا اس وقت وہ دوپہر کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ میں نے جب ان کو بتایا تو انہوں نے محبت سے مجھے اپنی آغوش میں لے کر سینہ سے لگایا اور ماتھا چوما۔ پھر مجھے دواخانہ شروع کرایا ادویہ کی خریداری کے لیے رقم دی۔ پہلے درگاہ کے پاس مطب شروع کرایا۔ پھر چورنگی پر "سمنانی دواخانہ" شروع کرایا اور ایک دکان بک کرائی تھی۔ جب وہ بلڈنگ تیار ہوئی تو دواخانہ کے حساب سے دکان تیار کرا کے مجھے دی۔ اپنے ہاتھوں سے دواخانہ کا افتتاح فرمایا پھر روزانہ یا ایک روز چھوڑ کر صبح میں مطب پر تشریف لاتے۔ آج میں ان کی تشریف آوری کی برکتوں کو سمیٹ رہا ہوں۔ مجھے ان کی وراثت سے عزت، شہرت دولت اور مرجع خلائق سب کچھ ملا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

عشقِ رسول ﷺ:

وہ عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ جب ہم ان کے ہمراہ مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تھے وہ ہمیں ادب کے انداز سکھاتے، اہل مدینہ سے انداز ملاقات بتاتے۔ ایک مرتبہ مجھے حافظا ۱۵ منٹ مواجہہ

شریف میں کھڑے ہونے کا شرف حاصل ہوا، پھر شُرطے نے زبردستی مجھے بابِ بقیع کی جانب دھکیل دیا۔ میں بہت غصہ اور مایوسی کے ساتھ ہوٹل آیا تو آپ تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے۔ فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے بڑے غصہ سے اس سعودی کی شکایت کی۔ میں نے کہا: میں درود شریف پڑھ رہا تھا اور اس نے مجھے زبردستی آگے دھکیل دیا۔ آپ نے جو جواب مرحمت فرمایا وہ آج بھی میرے لیے مشعلِ راہ ہے۔ قارئین بھی اس سے سبق حاصل کریں گے۔ فرمایا: ''مواجہہ شریف میں کتنی دیر کھڑے ہونے کا موقع ملا؟'' میں نے عرض کیا: غالباً دس پندرہ منٹ پھر اس نے مجھے ہٹا دیا۔ فرمایا: ''**بیٹا! سوچو!!!! اتنی دیر کھڑے رہنے کے لائق تھے**۔ یہ وہ مقام ہے جہاں روزانہ ہر وقت غوث، قطب، ابدال، اوتاد مقرب باللہ ہستیاں حاضر ہوتی ہیں۔ یہ ان کا کرم نہیں کہ انہوں نے اپنے مواجہہ میں اتنی دیر تمہیں کھڑا ہونے کا موقع عنایت فرمایا، وہاں تو چند لمحوں کو بھی غنیمت جانو۔ یہ بات ذہن میں رکھنا! یہ شہنشاہ کون ومکاں ﷺ کا دربار ہے''۔ اب میرا غصہ ندامت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اپنی اوقات یاد لادی گئی تھی۔ مسجد نبوی شریف میں حاضری کے ساتھ وہ ہمیں ادب کے انداز تعلیم فرماتے، درود شریف کی تلقین فرماتے۔ مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے سامنے ان کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا تھا۔ وہاں بھی احتیاط ادب، خاموشی اور عبادت کی تلقین فرماتے تھے۔

میں نے ایک طویل مضمون لکھ دیا۔ بہت ساری باتیں ذہن پر نقش ہیں، ان کی یاد آتی ہے تو ماضی میں کھو جاتا ہوں۔ ان شاء اللہ پھر کبھی ان کی یادیں ضبطِ تحریر میں لاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منقبت

حضرت سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر صوفی سید عابد میر قادری سلطانی

حق شناس وحق نما ہیں احمد اشرف اشرفی
عارفوں کے پیشوا ہیں احمد اشرف اشرفی

عاشقِ خیر الوریٰ ﷺ اور جانثارِ مصطفیٰ ﷺ
مظہرِ صدق و صفا ہیں احمد اشرف اشرفی

دلبر حیدر ہیں جانِ مادر حسنین ہیں
پنجتن کے دلربا ہیں احمد اشرف اشرفی

شمع بزمِ غوثیہ ہیں پیکرِ فکر و غنا
رہبرِ راہِ ہدیٰ ہیں احمد اشرف اشرفی

گلشنِ چشتی کا بھی یہ اک گُلِ خوش رنگ ہے
جان جملہ اولیاء ہیں احمد اشرف اشرفی

راحتِ قلبِ جناب طاہر اشرف آپ ہیں
رہنمائے اذکیا ہیں احمد اشرف اشرفی

عابدؔ ان کو دو خبر جو ڈھونڈتے ہیں چارہ گر
حامیٔ ہر بے نوا ہیں احمد اشرف اشرفی

گوشۂ تصوف

مکتوباتِ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ

حضرت اشرف المشائخ ابومحمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنی حیات مبارکہ میں مریدین کے نام مختلف اوقات میں مکتوبات تحریر فرمائے۔ جو شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت کا خزانہ ہیں۔ ان کی افادیت کے پیش نظر انہیں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے: (ایڈیٹر)

محبی ومخلصی جناب راشد فاروقی اشرفی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے دعائے حزب البحر کے متعلق معلوم کیا ہے کہ اس کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ یہ کیسے وجود میں آئی؟ اور اس کی کیا فضیلت ہے؟ اربابِ طریقت واصحابِ حقیقت پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ دعائے حزب البحر وہ مقدس اور بابرکت دعا ہے جو دنیائے روحانیت کی عظیم المرتبت شخصیت شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ رسالت ﷺ سے عطا ہوئی۔ اور ظاہر ہے کہ جو چیز سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ سے عطا ہو وہ انمول ہوتی ہے۔ معتبر روایات کے مطابق حضرت شیخ شاذلی رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ میں تھے کہ حج کے دن قریب آگئے۔ آپ نے اپنے احباب سے فرمایا کہ: ''ہمیں اس سال غیب سے حج کرنے کا حکم ہوا ہے لہٰذا جہاز تلاش کرو تاکہ ہم سب باجماعت حج کے لیے روانہ ہوسکیں''۔ اس زمانے میں بحری وبری سفر ہوتے تھے، ہوائی سفر کا کوئی تصور نہیں تھا۔ آپ کے حکم کے مطابق مریدین نے تلاش شروع کی، کافی کوشش کے باوجود ایک عیسائی بوڑھے کے جہاز کے سوا کوئی جہاز نہ مل سکا تو حضرت نے اُسی جہاز میں روانہ ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ آپ کے ساتھ مریدین کی کثیر تعداد عازمِ سفر ہوئی۔ ابھی جہاز قاہرہ کی بندرگاہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ مخالف ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں جن کی وجہ سے جہاز کئی روز تک قاہرہ کے قرب وجوار میں ہی ٹھہرا رہا یعنی آگے نہ بڑھ سکا۔ جہاز میں سوار عیسائی لوگوں نے حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق اُڑانا شروع کردیا کہ حضرت کو تو اللہ نے حج کا حکم دیا تھا تو پھر اس نے یہ رکاوٹیں کیوں پیدا کیں؟ حج کا زمانہ قریب ہے اور جہاز

جہاں سے چلا تھا وہیں کھڑا ہے۔حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے جب یہ سنا تو آپ کو بہت رنج وملال ہوالیکن آپ نے صبر سے کام لیا اور زبانِ مبارک سے کچھ نہ فرمایا، اسی کشمکش اور بے چینی میں ایک روز دوپہر کے وقت قیلولہ فرمارہے تھے کہ حالتِ خواب میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو یہ دعا یاد کرائی اور فرمایا: ''غم نہ کرو، اس دعا کو پڑھو اور اللہ کی رحمت کا کرشمہ دیکھو''۔آپ نے بیدار ہوکر یہ دعا پڑھنی شروع کی اور جہاز کے ملاح سے فرمایا کہ: ''بادبان اُٹھادو''۔اس نے جواب دیا: اگر بادبان اُٹھادیئے تو مخالف ہوا کی وجہ سے ہم پھر واپس قاہرہ پہنچ جائیں گے۔حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''فکر نہ کرو جو ہم کہتے ہیں وہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ دیکھو''۔جونہی بادبان اُٹھائے موافق ہوا زورشور سے چلنے لگی اور بہت جلد امن وسلامتی کے ساتھ جہاز اپنی مبارک منزل پر پہنچ گیا۔حضرت شیخ شاذلی علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھ کر اس عیسائی ملاح کے دونوں بیٹے مسلمان ہوگئے اس کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا رات میں اس نے خواب دیکھا کہ: شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جنت میں تشریف لے جارہے ہیں اور اس کے دونوں بیٹے بھی آپ کے ہمراہ ہیں۔اس نے جب اپنے بیٹوں کے پیچھے جانا چاہا تو فرشتوں نے اس کو روک دیا کہ: ''تو ان لوگوں میں شامل نہیں ہے تیرا دین الگ ہے، تیرا ان کا کیا ساتھ؟'' صبح وہ عیسائی بوڑھا جب بیدار ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔بعد میں آپ نے اپنی باطنی توجہ سے اُسے روحانیت کے اعلیٰ مقام تک پہنچادیا یہ سب حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا اور نظر کا فیضان تھا جس نے اتنے کم وقت میں جہاز کو جدہ پہنچادیا۔دعائے حزب البحر کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''اس دعا کے الفاظ میں نے نہیں تراشے بلکہ ایک ایک حرف رسول اللہ ﷺ کے دہنِ مبارک سے لیا ہے''۔اس سے معلوم ہوا کہ دعائے حزب البحر درحقیقت ایک عظیم روحانی تحفہ ہے جو حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو عطا ہوا۔حضرت نے نہ صرف اسے خود اپنے ورد میں رکھا اور اس کے ذریعے روحانی فیوض و برکات حاصل کیے بلکہ راہِ سلوک طے کرنے والوں کے لیے اس کو عام کردیا۔جب آپ نے یہ دعا لوگوں کو تعلیم فرمائی تو اہل طریقت نے دل وجان سے اس کو قبول کیا اور اپنے معمولات میں شامل کرلیا، تمام سلاسل طریقت کے بزرگوں نے اس دعا کے ذریعے درجات ومراتب اور مقامات حاصل کیے۔

یہ تو اس دعا کے ملنے کا واقعہ تھا جو تصوف کی مستند کتب میں موجود ہے۔اب ہم آپ کو اس کے پڑھنے کا طریقہ بتائیں گے ہر دعا اور وظیفے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے جس کو ادا کرنے کے بعد وہ دعا یا وظیفہ سالک کے عمل میں آجاتا ہے یعنی پڑھنے والا اس کا عامل بن جاتا ہے اور اس کے ذریعے لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے۔دعائے حزب البحر جو تمام دینی ودنیاوی حاجات کے لیے نہایت ہی مجرب اور اکسیر ہے۔اس کی دعوت کے تین طریقے ہیں:

۱۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ چاند کی شروع تاریخوں میں تین روز تک روزہ رکھے اور پھر ترک حیوانات جلالی و جمالی کے ساتھ اس دعا کو مع اعتصام و اختتام و بلحاظِ جملہ اشارات ہر روز ۱۲۵ ر بار پڑھے تاکہ تین روز میں تعداد ۳۷۵ ر بار مکمل ہو جائے۔ یہ چلہ عموماً صفر کے مہینے میں کرایا جاتا ہے۔ اس میں احرام باندھ کر اس دعا کو پڑھا جاتا ہے، اس میں مرشد کی اجازت لازمی ہے کیونکہ مؤکلات کی حاضری ہوسکتی ہے، اگر بغیر اجازتِ مرشد پڑھے گا تو نقصان اُٹھائے گا اور اگر شیخ کی اجازت سے پڑھے گا تو شیخ خود اس کی نگرانی کرے گا اور وہ بخیر وخوبی اس کو مکمل کرلے گا۔

۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ ۶ روز تک روزانہ ۳۰۰ ر بار اور ساتویں روز ۶۵ ر بار پڑھے، اس طرح تعداد ۱۸۶۵ ر بار ہو جائے گی، اس میں بھی روزہ شرط ہے۔

۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بپابندیٔ تمام شرائط ۱۲ ر روز تک روزانہ ۳۰ ر بار پڑھے اور آخری دن ۳۵ ر بار پڑھے۔ اس طرح تعداد ۳۹۵ ہو جائے گی۔

۴۔ چوتھا طریقہ یہ ہے کہ ۴۰ روز تک روزہ رکھے۔ انڈا، مچھلی اور بڑے گوشت کا پرہیز کرے اور شیخ جو بھی تعداد بتائے اسی تعداد میں چالیس روز تک وقتِ مقررہ پر پڑھے۔ اس میں احرام ضروری نہیں لیکن روزہ اور پرہیز لازمی ہے، اس کے بغیر چلہ مکمل نہیں ہوگا۔ یہ طریقہ فقیر کے والدِ گرامی و مرشد قطبِ ربانی حضرت ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے مشائخِ ماسبق کی اجازت سے شروع کیا۔ الحمد للہ! اس فقیر نے اسے جاری رکھا اور درگاہِ عالیہ اشرفیہ میں رمضان المبارک میں یہ چلہ مریدین کو کرایا جاتا ہے۔

اور جو شخص یہ بھی نہیں کرسکتا تو اسے چاہیے کہ شیخ کی اجازت سے ہر روز بلا ناغہ نمازِ فجر یا عصر کے بعد ایک بار نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آفات اور بلائے ناگہانی سے محفوظ رہے گا اور فیوض وبرکات سے مستفیض ہوگا۔

اُمید ہے کہ آپ دعائے حزب البحر کی فضیلت اور اس کی دعوت کے طریقے سمجھ گئے ہوں گے۔

آپ کے حق میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو راہِ شریعت پر ثابت قدم رکھے اور اس مبارک دعا کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے ذریعے دین و دنیا کی نعمتیں، بھلائیاں اور عظمتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

دعا گو

خاکپائے مخدومِ سمنانی

سید احمد اشرف جیلانی

عرفانِ شریعت

قوالی کی شرعی حیثیت

(قسط:۷)

ملک العلماء حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

گزشتہ سے پیوستہ:

ان وجدت فوجدت والا فلا اور تمام احادیث کے جوابات بھی آگئے۔ مثلاً (استماع الملاہی معصیۃ) یہاں بھی علت کا ذکر ہے جو کہ لہو ہے اور اگر کہیں علت کا ذکر نہیں تو وہاں بھی علت یہی ہوگی

اب آگے ملاحظہ فرمایئے:

دلیل سوم:

جیسا کہ شیخ الاسلام نے شرح بخاری میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اسی طرح علامہ خیر الدین رملی نے بھی اس مسئلہ کو فتاویٰ خیریہ میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس کتاب میں تمام مذاہب کا ذکر کیا پوری تفصیل تو یہاں مشکل ہے البتہ بعض حصے ملاحظہ فرمائیں:

ذكر محمد رحمه الله تعالىٰ في السير الكبير عن انس بن مالك رضي الله عنه انه دخل على اخيه البراء بن مالك وهو يتغنى (الى ان قال) ومن الناس من يقول لا باس به في الاعراس والوليمة الا يرىٰ انه لا باس بضرب الدفوف في الاعراس واليمة وان كان في ذلك نوع لهو حيث قال صلى الله عليه وسلم اعلنو بالنكاح ولو با لدف وكذلك التغني (الى ان قال) ومنهم من قال لا باس به في الاعياد (الى ان قال) حاصله انه يفرق الحكم بين التغني لا زالة الوحشة فيحل اوالهو المجرد فيحرم ومنهم من فصل قائلاً ان كان داعيةً الى الخير يحل وان للشر يحرم وقد صنف الفقهاء في ذالك مصنفات كثيرة وكذالك اهل التصوف واجمع عبارة فيه ما قاله بعضهم وقد سئل عن السماع باليراع وغيره من الآلات المطربة هل ذالك حلال او حرام قد حرمه من لا يعترض عليه لصدق مقاله واباحه من لا ينكر عليه لقوة حاله فمن وجد في قلبه شيئا من نور المعرفة فليتقدم والافرجوعه عمانهاه الشرع اسلم واحكم (الى ان قال) اختلف اهل العلم في الغناء فاباحه قوم وحظره اخرون وكره مالك الشا فعي وابو حنيفة في اصح مانقل عنهم وقال صاحب

تشنیف الا سماع لم یروعن ابی حنیفة نص صریح وانما استنبط بعض اصحابه القول بالمنع من مفهوم کلامه فی قوله ولایحضر الولیمة وفیها لهو وقال صاحب النهایة فی شرح الهدایة من الحنفیة باباحة الغناء وقال بعضهم اذا کان یتغنیٰ لیدفع الوحشة عن نفسه فلا بأس به قال وبه اخذ شمس الا ئمة السرخسی واستدل علیه بأن انس بن مالك کان یتغنیٰ فی بیته ولا یفعل ذالك تلهّیاً ومن یقول با لکرا هیة مطلقً حمل حدیث انس علی انشادالشعر المباحة وجزم صاحب البدائع من الحنفیة بماذکر شمس الائمة وعلله بأن السماع یرقق القلب وهو ظاهر کلام صاحب الذخیرة من الحنفیة وذهب طا ئفة من الشافعیة والمالکیة الی التفرقة بین القلیل والکثیر فاجازو القلیل ومنعوا عن الکثیر کما نقله الرافعی وغیره وذهب طائفة الی التفرقة بین الرجال والنساء فجزموا بتحریمه من النساء الاجانب واجر والخلاف فیماسوی ذالك واما سماع السادة الصوفیة رضی اللہ عنہم فجعزل عن هٰذا الخلاف بل ومر تفع عن درجة الاباحة الی رتبة المستحب. کما صرح به غیر واحد من المحققین سئل الشیخ عزالدین بن عبدالسّلام عن السماع الذی یعمل به فی هٰذا الزمان فی مجالس الذکر فاجاب بما صورته سماع مایحرك الاحوال السنیة المذکرة للاخرة مندوب الیه وقال فی قواعده الکبری عند ذکر السماع من کان عنده هویً مباح کعشق زوجته وامته فلا باس به ومن یدعوه هویً محرم فسماعه حرام ومن قال لااجد فی نفسی شیئاً من الاقسام فالسماع مکروه فی حقه لیس بمحرم فمن جزم بالتحریم والتکفیر فقد اخطا فیما قال ووقع فی الکفر والضلال واستحق العقوبة والنکال۔

"فتاویٰ خیریہ" کی یہ عبارت اتنی واضح ہے کہ اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو حق واضح ہو جائے گا۔اب اس عبارت کے نتائج ملاحظہ ہوں:

نتیجہ اولیٰ:

عبارت مذکورہ بالا میں جس غناء پر بحث ہے وہ عام ہے۔خواہ آلہ کے ساتھ ہو یا کہ بغیر آلہ کے۔اس لیے بعض جگہ آلہ کا ذکر ہے اور بعض جگہ نہیں ہے اور یہ کہ جواز اور عدم جواز میں مختلف تفاصیل ہیں۔کسی نے ایک تفصیل کو اختیار کیا اور کسی نے دوسری تفصیل کو۔

نتیجہ دوئم:

غناء میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے اور اہل تصوف کے درمیان بھی اور بہتر تفصیل ہی ہے کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی محبت پیدا ہو تو اسے سننا چاہیے۔

(جاری ہے)

خواتین کا صفحہ

اُم المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

(۷)

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

اُم المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اُمہات المؤمنین میں ساتویں زوجہ محترمہ ہیں۔

آپ کے والد جحش بن رباب تھے۔ جو بنی اوس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے، آپ کی والدۂ محترمہ کا نام اُمیمہ تھا۔ جو حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور جانِ کونین ﷺ کی سگی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی سگی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ حسنِ صورت و حسنِ سیرت کا حسین امتزاج تھیں۔ وہ اپنی ہمعصر خوبصورت خواتین میں کسی سے کم نہ تھیں۔

ولادت باسعادت:

آپ ۵۹۲ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ اس طرح حضور جانِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عمر میں ۲۱ سال چھوٹی تھیں، گویا آپ حضور ﷺ کے سامنے پلی بڑی ہیں نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں اور اسلام سے والہانہ وابستگی رکھتی تھیں۔

ہجرتِ مدینہ:

جب آپ نے اپنے خاندان کے ہمراہ مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی اس وقت آپ کی عمر ۳۲ سال تھی اور اس وقت تک آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنی کفالت کی ذمہ داری جانِ کونین ﷺ کو دے دی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ان کی شادی کے لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ شادی شدہ تھے اور ان کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام اُسامہ بن زید تھا۔ ان کی زوجۂ محترمہ کا نام اُم ایمن رضی اللہ عنہا تھا عربوں میں تعدادِ ازواج میں کوئی قباحت نہیں تھی۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا خود جلیل القدر صحابیہ تھیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ جانِ کونین ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا خاندانِ بنی ہاشم سے تعلق رکھتی تھیں۔ جو مکہ کے اشرافیہ میں سے تھیں۔ یہ بہت بڑا طبقاتی فرق تھا۔ غلام کو اس معاشرے میں بڑی حقارت اور نفرت سے دیکھا جاتا تھا۔ جانِ کونین ﷺ اس بے بنیاد تعصب و تصورات کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنا چاہتے تھے۔ اگر ہم تاریخِ اسلام کا مطالعہ کریں تو حضور سرورِ کائنات ﷺ نے معاشرے میں انقلابی تبدیلی کے سلسلے میں احکاماتِ اسلامی کا آغاز اپنی ذات اور اپنے خاندان

سے شروع کیا۔ سود کی حرمت، آقا اور غلام کے درمیان فاصلوں کا خاتمہ، منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے شادی، یہ سب احکاماتِ اسلامی کا آغاز اپنی ذات یا اپنے خاندان سے کیا۔ تاریخ اسلام میں جانی اور مالی قربانیوں میں بھی ہمیشہ ہمیں اہل بیت پیش پیش نظر آتے ہیں۔ جب آپ نے یہ ارادہ کیا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں زید کو پسند نہیں کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں زید کو تمہارے لیے پسند کرتا ہوں''۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہن کی رائے سے اتفاق کیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے غور و فکر کی مہلت مانگی۔ تو دوسری طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔ (پارہ:۲۲، سورۂ احزاب، آیت نمبر: ۳۶)

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور دونوں بھائیوں نے سنا تو فوراً بولے ہم راضی ہیں اور ان کے لیے الگ گھر کا بندوبست کیا اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا سامان بھی مہیا کیا۔ سرکارِ ابد قرار ﷺ نے آزاد کردہ غلام کو عزت دے کر انقلابی قدم اپنے گھر سے اُٹھایا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ پر یہ ایک اور عنایت تھی۔ پہلی یہ کہ آپ ﷺ نے ان کو غلامی میں احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونے دیا، پھر ان کی غلامی کو آزادی میں بدل دیا، پھر اپنا منہ بولا بیٹا فرمایا ان کا مہر خود ادا کیا۔ پھر ان کی ماضی کی غلامی سے صرفِ نظر کر کے ایک قریبی عورت اور اپنی سگی پھوپھی زاد بہن سے نکاح کیا۔ یہ عنایات تھیں جو انہیں صحابہ کے درمیان منفرد کر دیتی ہے، لیکن ان دونوں میں نباہ نہ ہو سکا اور ایک سال اور کچھ عرصہ گزرا تھا کہ دونوں میں علیحدگی ہو گئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔ جانِ کونین ﷺ کو بہت افسوس ہوا کیونکہ آپ ﷺ ہی کے اصرار پر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مناسب یہی سمجھا کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغامِ نکاح بھجوایا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ کے بعد اس معاملہ میں فیصلہ کروں گی'' اور نمازِ استخارہ میں مصروف ہو گئیں اِدھر جانِ کونین ﷺ پر وحی کا نزول ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہے جو زینب کو خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر مجھ سے اس کا نکاح کر دیا ہے''۔ پھر سورۂ احزاب کی آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا:

فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡهَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰکَهَا لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِهِمۡ اِذَا قَضَوۡا مِنۡهُنَّ وَطَرًا ؕ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا ﴿۳۷﴾

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا۔ (پارہ: ۲۲، سورۂ احزاب، آیت نمبر: ۳۷)

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا حضور پرنور ﷺ کی خادمہ تھیں۔ انہوں نے دوڑ کر یہ خوشخبری حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سنائی تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے زیور اتار کر حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا کو دے دیئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔

نکاح:

یہ منفرد اور مقدس نکاح جو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کرایا۔ یہ ذیقعد ۵ ھ میں ہوا۔ اس وقت حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۳۶ برس تھی۔ حضورِ اکرم ﷺ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: ''زینب ہمارا نکاح ہو چکا ہے، نکاح کرانے والا رب تبارک وتعالیٰ ہے اور جبرئیل اس کے گواہ ہیں''۔ پھر حضور ﷺ نے بکری کا بچہ ذبح کر کے ولیمے کا کھانا تیار کرایا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا بنایا ہوا حلوہ (جو عمدہ کھجوروں سے تیار کیا گیا تھا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجا۔ جانِ کونین ﷺ نے مہمانوں کو بلایا اور سب کی تواضع فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: تمام مہمانوں نے خوب کھایا اور اس حلوہ میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی جب میں نے یہ بات اپنی والدہ کو بتائی تو انہوں نے کہا: ''حیرت کی کوئی بات نہیں اگر حضورِ اکرم ﷺ تمام مدینہ والوں کو کھلانا چاہتے تو تمام کو پورا ہو جاتا''۔ اس دعوتِ ولیمہ میں تین سو افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا جس میں بارگاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آداب بتائے گئے تھے۔ اس موقع پر آیاتِ حجاب نازل ہوئی اور کاشانۂ نبوت کے دروازے پر پردہ لٹکا دیا گیا۔ بغیر اجازت کاشانۂ نبوت میں جانے کی ممانعت ہوگئی۔

خصوصیات:

آپ رضی اللہ عنہا کے، دو نکاح ہوئے اور دونوں نکاح میں دو انقلابی معاملات اور رسوم معاشرے سے ختم ہوگئیں۔

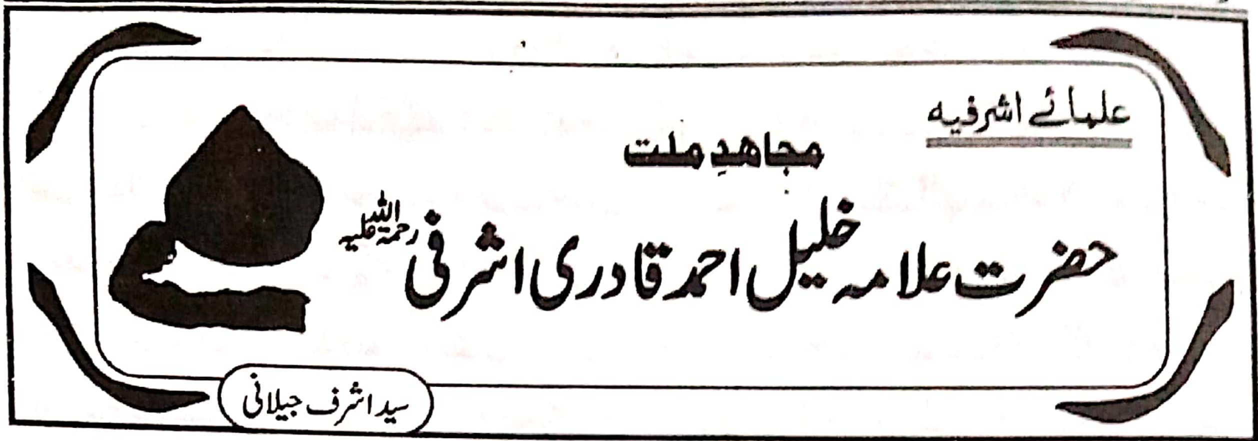
۱۔ بندہ و آقا کا امتیاز ختم ہوا کہ معزز خاتون کا نکاح آزاد کردہ غلام سے بھی ہونا جائز قرار پایا۔

۲۔ منہ بولے بیٹے کو وراثت میں اصل بیٹا قرار نہ دینا اور منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کی جا سکتی ہے۔

۳۔ تمام ازواج کا نکاح زمین پر لوگوں کے درمیان ہوا جبکہ آپ کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے کرایا۔

۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث کا مصداق بنیں فرمایا تمام ازواج کو مخاطب کر کے کہ: ''تم میں سب سے پہلے وہ مجھ سے آ کر ملے گی جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔۔۔ (بقیہ صفحہ نمبر: ۳۸)



مجاہدِملت، غازی تحریک ختم نبوت، مفسر قرآن واعظ خوش بیاں حکیم حاذق امین الحسنات حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین، بلند پایہ خطیب اور روحانی پیشوا تھے، آپ برصغیر پاک وہند کے ایک عظیم علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جدامجد حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے عظیم محدث مانے جاتے تھے اور والدِ محترم غازیٔ کشمیر، مفسرِ قرآن حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی نور اللہ مرقدہٗ تھے۔ جو برصغیر کے اکابر علماء میں اہم مقام رکھتے تھے۔

ولادت:

حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴/مارچ ۱۹۳۳ء بمطابق ۲۶/ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ بروز جمعہ باغیچی صدو اندرون اکبری منڈی لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب ۳۴ واسطوں سے حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کو اپنے فرزند کی ولادت کی بہت خوشی تھی اور ان سے بے حد محبت فرماتے تھے۔

پیرزادہ علامہ اقبال فاروقی اپنی تصنیف ”تذکرہ علمائے اہلسنّت وجماعت لاہور“ کے صفحہ ۳۱۷ پر علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمہ کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کے ۴ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں تھیں۔ ان میں حضرت امین الحسنات سید خلیل احمد قادری اشرفی (خطیب جامع مسجد وزیر خان، لاہور) آپ کی علمی اور عملی زندگی کی قابل قدر یادگار ہیں۔

تحصیل علم:

جب آپ کی عمر ۴ سال ہوئی تو والد علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ نے بسم اللہ پڑھائی اس طرح آپ کی دینی تعلیم کا آغاز ہوا۔ آپ کو حافظ خدا بخش نعیمی علیہ الرحمہ کے ہاں قرآن پڑھنے کے لیے بٹھایا گیا۔ آپ نے بہت جلد ناظرہ کلام پاک ختم کیا قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد اہلسنّت کی عظیم دینی درسگاہ ”دارالعلوم حزب الاحناف“ میں داخل کردیا گیا۔ جس کی بنیاد علامہ صاحب کے دادا علامہ سید دیدار علی شاہ الوری علیہ الرحمہ نے رکھی اور علامہ صاحب کے چچا علامہ ابوالبرکات سید احمد

قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی میں اس دارالعلوم کو ''ام مدارس'' کا مقام عطا فرمایا۔ بڑے بڑے اکابر علماء یہاں سے فارغ ہوئے قبلہ سید صاحب علیہ الرحمہ کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی علیہ الرحمہ نے کسی حد تک اس سلسلے کو جاری رکھنے کی کوشش کی۔ علامہ صاحب نے اس دارالعلوم سے سند فراغت حاصل کی آپ کے اساتذہ کرام میں حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مہرالدین علیہ الرحمہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ آپ کو اپنے چچا کے علاوہ حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ سے بھی سند حدیث حاصل تھی دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ کے والد حضرت علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ نے آپ کو طبیہ کالج لاہور میں داخل کرا دیا۔ دوران تعلیم آپ کو والد محترم کی مکمل سرپرستی حاصل رہی، کیونکہ علامہ ابوالحسنات قادری اشرفی علیہ الرحمہ خود ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر طبیب بھی تھے۔ اسی لیے اپنے صاحبزادے کو بھی دونوں علوم سے آراستہ کیا۔ طب کا امتحان فرسٹ کلاس پوزیشن میں پاس کیا اس طرح آپ عالم دین اور حکیم بن گئے آپ دینی و تبلیغی امور میں والد محترم کا ہاتھ بٹانے لگے۔

تحریک ختم نبوت:

۱۹۵۱ء میں جب ملک میں قادیانیت کے خلاف ''تحریک ختم نبوت'' شروع ہوئی تو تمام علمائے اہلسنّت نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس وقت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ کی عمر ۱۸ سال تھی۔ آپ بھی دیگر علماء کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہو گئے۔ آپ کے والد محترم علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ اس تحریک کی قیادت فرما رہے تھے۔ تحریک کے دوران جب حکومت وقت نے انہیں گرفتار کیا تو آپ نے اپنے والد کی جگہ قیادت سنبھالی۔ حکومت کی جانب سے آپ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تو آپ مسجد وزیر خان تشریف لے گئے اور تحریکی کارکنوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے اس وقت آپ کے ہمراہ مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ بھی تھے ان دونوں حضرات نے مسجد وزیر خان کے اسپیکر سے ایسی ولولہ انگیز اور پر جوش تقریریں فرمائیں کہ عوام اہلسنّت میں ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا اور تحریک میں جان پڑ گئی۔ حکومتی افسران نے جب یہ صورتحال دیکھی تو مسجد کی بجلی کاٹ دی آپ مسجد وزیر خان کے میناروں سے تقریر فرماتے رہے اس موقع پر عوام اہلسنّت نے آپ سے بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ جب حکومت کی جانب سے کھانے پینے کی اشیاء مسجد میں جانے سے روک دی گئیں تو مسجد کے قرب وجوار کے مکینوں نے اشیاء خورد و نوش مسجد کی دیوار سے لٹکا کر اندر پہنچائیں ایک انٹرویو میں آپ خود فرماتے ہیں کہ: ''اس موقع پر اہل لاہور نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا جبکہ ہم مسجد میں محصور تھے کارکنوں اور علمائے اہلسنّت کے لیے خورد و نوش کی اشیاء مسلسل پہنچتی رہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: ''کئی روز محاصرے کے بعد سابق

صدر ایوب خان جو اس وقت فوج میں کرنل تھے بہت سے فوجیوں کے ہمراہ آپ کی گرفتاری کے لیے آئے اور ریڈیو پاکستان پر اعلان کیا کہ مولانا خلیل احمد قادری اشرفی اور مولانا عبدالستار خان نیازی اپنے آپ کو فوراً گرفتاری کے لیے پیش کردیں ورنہ ان کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے گی۔ مشہور قانون دان جناب سید امیر الدین قدوائی مرحوم متوفی ۱۹۷۴ء (جو علامہ ابوالحسنات قادری کے ساتھیوں میں اور ابتداء میں جمعیت علمائے پاکستان کے سرگرم کارکن تھے) کے ایماء پر علامہ سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ نے گرفتاری پیش کی۔ حکومت نے آپ کو شاہی قلعہ لاہور میں قید کردیا آپ پر بڑی سختیاں کی گئیں اور یہ اصرار کیا گیا کہ علماء تحریری معافی مانگ لیں تو انہیں رہا کردیا جائے گا لیکن دیگر علمائے اہلسنّت کی طرح آپ نے بھی معافی مانگنے سے انکار کردیا جس کی پاداش میں آپ پر مقدمہ چلا اور سزائے موت سنائی گئی۔
دوسری جانب کراچی میں اسیر علامہ ابوالحسنات قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (جو جیل میں ''تفسیر الحسنات'' لکھ رہے تھے) کو یہ خبر سنائی گئی۔ کے آپ کے جواں سال صاحبزادے خلیل احمد قادری کو پھانسی دے دی گئی ہے۔ لیکن اس پیکرِ صبر و رضا، کوہِ استقامت نے یہ سن کر تاریخی الفاظ ادا کیے جو یہ ہیں: ''ایک بیٹا تو کیا اگر ہزار بیٹے بھی ہوں تو ناموس مصطفیٰ ﷺ پر قربان ہیں''۔ غرضیکہ علماء اہلسنّت میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی بلکہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے بالآخر حکومت کو ان مجاہدین ختم نبوت کو رہا کرنا پڑا۔

مسجد وزیر خان کی خطابت:

۲ رشعبان ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۰ رجنوری ۱۹۶۱ء بروز جمعہ علامہ ابوالحسنات قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے وصال فرمایا۔ ان کے وصال کے بعد علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ اس عظیم الشان جامع مسجد وزیر خان کے خطیب مقرر ہوئے آپ نے اپنی علمیت، قابلیت، صلاحیت اور سحر بیانی سے لوگوں کے دل جیت لیے اور عوام و خواص میں مقبولیت حاصل کرلی۔ لوگ دور دراز علاقوں سے آپ کا خطاب سننے اور آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے آتے۔ آپ نے مسجد وزیر خان میں درس قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا اور روزانہ بعد فجر درس قرآن دیتے یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا بالآخر آپ کی بیماری پر منقطع ہوا۔ آپ نے ۳۷ سال مسجد وزیر خان میں خطابت کے فرائض انجام دیئے۔
آپ جید عالم دین بے مثال اور ماہر طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین منتظم بھی تھے۔ آپ سال میں تین چار بڑے جلسے اور کانفرنس مسجد وزیر خان میں منعقد کراتے اور ملک کے جید علماء و مشائخ کو مدعو کرتے اکثر جلسے راقم کے والد حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ کی زیر صدارت منعقد ہوتے۔ ان جلسوں میں آپ غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ، سلطان الواعظین حضرت علامہ ابوالنور محمد بشیر سیالکوٹی علیہ الرحمہ اور

خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اکاڑوی علیہ الرحمہ کو بطور خاص مدعو فرماتے۔ جب تک آپ صحت مند رہے مسجد وزیر خان اہلسنت کا مرکز بنی رہی۔ ان جلسوں سے مسجد کی رونق دوبالا ہوتی رہی لیکن جب آپ صاحب فراش ہوئے تو یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا اور اب آپ کے وصال کو تقریباً ۲ سال ہو رہے ہیں لیکن اس دوران کوئی بھی کامیاب جلسہ نہ ہو سکا۔ مسجد وزیر خان کے درودیوار اور پُرشکوہ عمارت پھر کسی خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ کی راہ دیکھ رہی ہے۔

زیارت حرمین شریفین:

علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے غالباً پانچ حج کیے اور اس کے علاوہ کئی عمرے کیے ان کی تعداد کا صحیح علم نہیں۔ آپ جب بھی حرمین کا قصد فرماتے تو کراچی تشریف لاتے اور **"درگاہ عالیہ اشرفیہ"** میں قیام فرماتے کیونکہ اس زمانے میں حج وعمرے کی تمام فلائٹیں کراچی سے ہی چلتیں تھیں۔ آپ سچے عاشق رسول ﷺ تھے آپ کے سامنے جب بھی نعت رسول مقبول ﷺ پڑھی جاتی تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

بیعت وخلافت:

آپ مسلکاً حنفی مشرباً قادری اشرفی تھے کیونکہ آپ کا خاندان سلسلہ اشرفیہ سے بیعت تھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ ابو الحسنات قادری اشرفی علیہ الرحمہ اور چچا علامہ ابوالبرکات قادری اشرفی علیہ الرحمہ دونوں سلسلہ اشرفیہ کی عظیم روحانی شخصیت اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی الجیلانی المعروف اشرفی میاں قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ اسی لیے آپ کو اس خانوادۂ کے بزرگوں سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ چنانچہ آستانہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین ابوالمسعود سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ العزیز جب پاکستان تشریف لائے تو آپ نے ان کے دست مبارک پر بیعت کی انہوں نے آپ کو سلسلہ اشرفیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ کو بانی سلسلہ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ ایک مرتبہ آپ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ کچھوچھہ شریف حاضر ہوئے اور عرس مخدومی میں شرکت کی۔ فرماتے ہیں میں مہمان خانہ میں ٹھہرا رات میں اپنا بستر بچھایا اور لیٹ گیا رات بھر بے چینی رہی اور نیند نہیں آئی صبح جب پیرومرشد صاحب سجادہ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: "کس طرح لیٹے تھے؟ سر کس جانب تھا اور پیر کس جانب تھے"۔ فرماتے ہیں: جب میں نے بتایا تو فرمایا "اس جانب پیر نہ کریں کیونکہ اس طرف خاندانی تبرکات کا کمرہ ہے"۔

خانوادۂ اشرفیہ سے تعلق:

علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ خانوادۂ اشرفیہ کے ہر فرد سے بے حد عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ کچھوچھہ شریف سے جو ہستیاں پاکستان آتیں وہ اکبری منڈی میں آپ کی رہائش گاہ کو ضرور رونق بخشتیں۔ آپ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ

خانوادۂ اشرفیہ کا کوئی بھی فرد اندرون پاکستان یا بیرون پاکستان سے لاہور آتا تو آپ ان سے درخواست کرتے کہ ایک جمعہ کی امامت ضرور مسجد وزیر خان میں فرمائیں۔ مسجد وزیر خان کا منبرو متبرک منبر ہے جس پر ہم شبیہہ غوث الاعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ، محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ، مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ، اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ اور شیخ ملت سید محمد اظہار اشرف اشرفی علیہ الرحمہ رونق افروز ہوئے۔ میرے برادر اکبر ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی اور راقم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ علامہ صاحب کے فرمانے پر مسجد وزیر خان میں خطاب کیا۔

سن ۶۰ کی دہائی میں کسی سال مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف جیلانی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں) کراچی تشریف لائے۔ علامہ صاحب بھی آپ سے ملاقات کے لیے کراچی تشریف لائے تو والد صاحب قبلہ حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف جیلانی قدس سرہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے علامہ صاحب کی دعوت فرمائی اور علامہ صاحب نے لاہور آنے کی دعوت دی۔ یہ غالباً ۱۹۶۸ء کی بات ہے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ لاہور تشریف لے گئے یہ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرس کا موقع تھا اس وقت قیام پائلٹ ہوٹل میں فرمایا اور فون پر علامہ صاحب کو اطلاع دی۔ آپ بے چین ہو گئے اور فوراً پائلٹ ہوٹل پہنچ کر والد صاحب قبلہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کا سامان اٹھا کر اپنی قیام گاہ لے آئے اور شکوہ کیا کہ یہ ممکن نہیں کہ ہمارے ہوتے ہوئے آپ ہوٹل میں قیام کریں دوسرے روز علامہ صاحب والد صاحب قبلہ کو مرکزی **"دار العلوم حزب الاحناف"** لے گئے۔ جہاں ان کے چچا مفتی اعظم پاکستان علامہ سید احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے۔ قبلہ سید صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: آپ خانوادۂ اشرفیہ کے شہزادے ہیں آپ حزب الاحناف میں قیام فرمائیں کیونکہ آپ کے اکابر یہیں قیام فرماتے ہیں۔ علامہ خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ کا اصرار بڑھا تو والد صاحب قبلہ آپ کی رہائش گاہ تشریف لائے۔ پھر یہ دوستی انتہائی قریبی تعلق میں تبدیل ہوگئی اور اس تعلق کو علامہ صاحب نے تادم وصال نبھایا۔ پھر آپ کی کوششوں سے محکمہ اوقاف نے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کا نام گرامی مستقل عرس حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی صدارت کے لیے مخصوص کیا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی اس سلسلے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ ہر سال داتا صاحب علیہ الرحمہ کے عرس میں تشریف لے جاتے اور عموماً پہلے اجلاس کی صدارت فرماتے۔ علامہ صاحب والد صاحب سے قلبی محبت کی وجہ سے ہمارے گھر کے ہر فرد سے بڑی شفقت فرماتے

خصوصاً ہم دونوں بھائیوں سے بڑی محبت فرماتے۔ غالباً ۱۹۶۰ء میں پہلی مرتبہ علامہ صاحب کی کوششوں سے میرے برادر اکبر علامہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر خطاب کا موقع ملا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور مخدوم زادہ عرس کے کسی نہ کسی اجلاس میں ضرور خطاب فرماتے ہیں۔ غالباً ۱۹۷۴ء میں والد صاحب قبلہ پر قاتلانہ حملہ ہوا، جس میں آپ شدید زخمی ہوئے اور کئی ہفتے بقائی ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ علامہ صاحب کو جب یہ اطلاع ملی بے چین ہوگئے اور فوراً بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے گھر جانے کے بجائے ائیر پورٹ سے سیدھے بقائی ہسپتال پہنچے اور حضرت قبلہ والد صاحب کی خیریت دریافت فرمائی۔ وہ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کو اپنے سگے بھائیوں سے زیادہ سمجھتے اور یہی محبت والدصاحب قبلہ بھی فرماتے۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی گھٹنوں کی تکلیف شدید ہوئی تو اکبری منڈی میں قیام دشوار ہوگیا تو آپ نے اپنی قیام گاہ راوی ٹمبر مارکیٹ میں حاجی نثار پراچہ اشرفی کی رہائش گاہ پر تبدیل کرلی۔ علامہ صاحب کو اس بات کا ہمیشہ افسوس رہا لیکن مجبوری کی وجہ سے خاموش ہوجاتے۔ فرماتے حضرت میں نیچے کا مکان خریدلوں گا تو آپ لاہور میں میرے ہاں قیام فرمائیے گا لیکن جتنے دن حضرت قبلہ والد صاحب لاہور میں مقیم ہوتے روزانہ آپ ان سے ملنے تشریف لاتے اور مختلف امور پر گفتگو ہوتی۔

مجھے یاد ہے کہ ایک روز آپ تشریف لائے تو آپ کا سانس بڑی طرح پھول رہا تھا نہایت کمزور ہوگئے تھے۔ بمشکل صوفے پر تشریف فرما ہوئے اور انہیلر (Inhaler) کے ذریعے سانس کی کیفیت صحیح کی کافی دیر بعد بولنے کے قابل ہوئے میں حیران تھا اس بیماری اور تکلیف میں حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں ایک مرتبہ لاہور میں قیام کے دوران حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی نکسیر اچانک جاری ہوگئی اور خون کافی ضائع ہوگیا ڈاکٹر کے مشورے سے اتفاق ہسپتال میں داخل کردیا گیا۔ اتفاقاً علامہ صاحب بھی دمہ اور جگر کے مرض کی وجہ سے یہاں داخل تھے انہیں حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی کیفیت کا علم ہوا تو اپنے تیمارداروں سے فرمایا: مجھے حضرت کے کمرے میں لے چلو۔ چنانچہ آپ کو وہیل چیئر میں بیٹھا کر حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے کمرے میں لایا گیا دونوں نے ایک دوسرے کو اس کیفیت میں دیکھا تو بہت پریشان ہوئے۔

ہم دونوں بھائی دارالعلوم نعیمیہ میں پڑھتے تھے تو آپ بہت خوش تھے اور ہماری حوصلہ افزائی فرماتے۔ کتب اسباق کے بارے میں دریافت فرماتے، حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ سے کہتے: ''آپ نے بہت اچھا کیا یہ خانوادۂ اشرفیہ کا طرۂ امتیاز رہا کہ اس خانوادۂ میں ہمیشہ جید علماء رہے اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیتے رہے''۔

میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس کے موقع پر جس میں خصوصی خطاب

غزالیٔ دوراں رازی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کا تھا۔ برادر اکبر مخدوم زادہ سید محمد اشرف جیلانی کو بھی خطاب کا موقع دیا جو اس وقت نوعمر تھے اس طرح آپ ہم بھائیوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

۱۹۹۵ء میں پہلی مرتبہ رمضان شریف میں سحری کے پروگرام میں حضرت فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی تقریر ٹی وی پر ٹیلی کاسٹ ہوئی تو علامہ صاحب نے بطور خاص فون کر کے حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کو مبارکباد دی کہ اللہ نے یہ دن دکھایا کہ آپ کے صاحبزادے نے اتنے حوصلے سے تقریر فرمائی۔ آپ ہر سال راقم کے جدامجد حضرت قطب ربانی ابومخدوم شاہ سید محمد طاہر اشرف اشرفی الجیلانی نور اللہ مرقدہٗ کے عرس مبارک میں تشریف لا کر خصوصی خطاب فرماتے۔ حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے علامہ صاحب کو دعائے حزب البحر اور دیگر خاندانی اوراد کی اجازت بھی عطا فرمائی تھی جو آپ تادم وصال بڑی پابندی سے پڑھتے رہے۔

راقم نے جب ہمدرد طبیہ کالج میں داخلہ لیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور حوصلہ افزائی فرمائی ہر سال حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے ہمراہ جب داتا صاحب علیہ الرحمہ کے عرس میں حاضر ہوتا تو آپ مجھے بہت سے طبی مشورے اور نسخے عطا فرماتے کیونکہ آپ خود ایک ماہر طبیب تھے اور ''قادری دواخانہ'' میں مریضوں کا علاج فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی زندگی میں کسی نے آپ کے انتقال کی خبر دی تو حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ بہت پریشان ہوئے اور لاہور آپ کی رہائش گاہ فون ملایا تو حسن اتفاق کہ علامہ صاحب نے خود اٹھایا حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ نے جب آپ کی آواز سنی تو خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ: شکر خدا کا میں نے آپ کی آواز سنی علامہ صاحب بہت خوش ہوئے فرمایا: آج مجھے اندازہ ہوا کہ میرا کوئی اپنا موجود ہے''۔

جامعہ حسنات العلوم کا قیام:

علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے ساری زندگی مسلک حق اہلسنت و جماعت کی ترویج واشاعت میں گزاری اور دن رات تبلیغ دین میں مصروف رہے، ان کی ایک دیرینہ آرزو تھی کہ میں اپنی زندگی میں ایک ایسا دارالعلوم قائم کروں جہاں دین کی تعلیم اور طالبانِ علم دور دراز سے وہاں آ کر علم دین حاصل کریں اپنی اس آرزو کی تکمیل میں انہوں نے بڑی محنت کی اور بے سرو سامانی کی حالت میں اس مشن کا آغاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور مسجد وزیر خان کے قریب دارالعلوم کے لیے ایک قطعہ اراضی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے پھر مریدین معتقدین اور مخیر حضرات کے تعاون سے ایک خوبصورت عمارت جامعہ حسنات العلوم کی صورت میں تیار ہوگئی آپ نے اپنی بقیہ زندگی جامعہ حسنات العلوم کی تعمیر وترقی میں گزار دی یہی وجہ ہے کہ بہت کم عرصہ میں اس دارالعلوم نے حیرت انگیز ترقی کی اور اب یہاں قرآن کی تعلیم جاری ہے طلباء کی تعداد خاصی ہے یہ دارالعلوم آپ کی

یادگار ہے۔

تفسیر الحسنات:

علامہ ابوالحسنات قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے اسیری کے دوران جیل میں جس تفسیر کا آغاز کیا تھا، وہ ''تفسیر الحسنات'' کے نام سے مشہور ہے لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور تفسیر نامکمل رہ گئی۔ علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ نے دن رات محنت اور توجہ سے اس عظیم کام کو مکمل کیا اور اب الحمدللہ یہ ''تفسیر الحسنات'' مکمل بازار میں موجود ہے۔ یہ درحقیقت آپ کا علمی کارنامہ ہے اس کے علاوہ آپ نے والد محترم کی دیگر کتب دوبارہ طبع کرا کے عوام الناس تک پہنچائی۔ جن سے عوام الناس مستفید ہو رہے ہیں۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے یہ کتب بہت خوبصورتی کے ساتھ شائع کیں ہیں۔

وصال مبارک:

مسلسل محنت اور بے آرامی سے آپ بیمار رہنے لگے ابتداء میں آپ نے توجہ نہیں دی، بیماری طول پکڑ گئی اور ڈاکٹر نے جگر کا شدید عارضہ تشخیص کیا۔ اس کے علاوہ دیگر امراض نے آگھیرا لیکن اس کے باوجود آپ ہر جمعہ مسجد وزیر خان تشریف لاتے رہے اور جمعہ پڑھاتے رہے۔ بالآخر مرض نے شدت اختیار کی اور ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ وصال سے چند ماہ قبل آپ نے اپنے بھانجے کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا کیونکہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

۲۶/ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۶/ مارچ/ ۱۹۹۸ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب آپ نے وصال فرمایا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ۶۵ سال تھی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے چچازاد بھائی علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی علیہ الرحمہ نے پڑھائی اور آپ کو آپ کے قائم کردہ مدرسہ حسنات العلوم میں سپرد خاک کیا گیا۔

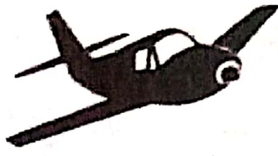
بقیہ

''اُم المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا''

''جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد سب سے پہلے زینب کا انتقال ہوا تو ہمیں اندازہ ہوا کہ ہاتھوں کی لمبائی سے مراد آپ کی سخاوت اور فیاضی تھی''۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''میں نے کوئی عورت زینب سے بڑھ کر دیندار، پرہیزگار، بہترین گفتگو کرنے والی، فیاض، سخی اور قربِ خداوندی کا متمنی نہیں دیکھا''۔

وصال:

دورِ فاروقی میں ۵۳ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ اپنا کفن خود تیار کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔



سفرنامہ عمان

*** قسط: ٦ ***

ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

گزشتہ سے پیوستہ:

جس کا نام ''ہدہد'' تھا۔ اس کی یہ ڈیوٹی تھی کہ جہاں کہیں زمین پہ پانی ہوتا وہ جان لیتا تھا کہ زمین کے کس مقام پر پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ صلاحیت عطا فرمائی تھی، وہ زمین پر اتر کر اُسی مقام پر اپنی چونچ مارتا جہاں پانی ہوتا تھا۔

اب آگے ملاحظہ فرمائیے:

پھر اسی مقام سے کھودا جاتا تو پانی نکل آتا تھا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہدہد موجود نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ: ہدہد کہاں ہے؟ پھر فرمایا کہ: یہ بغیر اجازت کہاں گیا؟ اگر اس نے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان نہ کی تو میں اُسے سخت سزا دوں گا اور بعض مفسرین نے لکھا کہ عبرت ناک سزا دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد ہدہد حاضر ہو گیا۔ مفسرین نے لکھا تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ہدہد حاضر ہو گیا اور اپنی غیر حاضری کی وجہ بیان کرتے ہوئے عرض کی کہ: میں ایک ایسی خبر لایا ہوں جس کا پہلے آپ کو علم نہیں میں سباء کے ملک میں گیا تھا، وہاں کے حالات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے اور وہی چشم دید یقینی حالات عرض خدمت کرتا ہوں: ''سباء یمن کے ایک قبیلے کا نام ہے، اس قبیلہ کے سب سے بڑے شخص کا نام سباء تھا، اس کا پورا نام سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا۔ یہ بھی کہا ہے کہ اس کا نام عبد الشمس تھا اور اس کا لقب سبا تھا کیونکہ وہ سب سے پہلے قید کیا گیا تھا (سبا کا معنی قید کرنا ہے) پھر مآرب نامی شہر کا نام سبا رکھ دیا۔ سبا اور صنعاء کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سبا وہ پہلا شخص ہے جس نے یمن کے بادشاہوں میں سے تاج پہنا تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے، ان میں سے چھ یمن میں رہے اور چار شام میں اور امام راغب نے لکھا ہے کہ سبا ایک شہر کا نام ہے جس کے رہنے والے مختلف جگہوں میں پھیل گئے تھے۔

(روح البیان، ج:٦، ص:٣٣٣، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ١٤٢١ھ)

سبا یمن کا ایک علاقہ ہے جو صنعاء اور حضر موت کے درمیان ہے، اس کا مرکزی شہر مآرب تھا، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی شاخ آباد تھی۔

(معجم البلدان (اردو)، ص:١٨٢، مطبوعہ: لاہور)

ملکہ سباء کا تعارف:

ہدہد نے کہا میں نے دیکھا کہ ان پر ایک عورت حکومت کررہی ہے اور جس کو ہر چیز سے نواز دیا گیا ہے اور اس کا بہت بڑا تخت ہے

امام ابو محمد الحسین بن مسعود الفرا البغوی المتوفی ۵۱۶ ھ لکھتے ہیں:

''اس عورت کا نام بلقیس بن شراحیل تھا۔ یہ یعرب بن قحطان کی نسل سے تھی، اس کا باپ عظیم الشان بادشاہ تھا۔ یہ تمام یمن کا مالک تھا۔ اس نے اردگرد کے تمام بادشاہوں سے کہا تم سے کوئی میرا کفو نہیں ہے اور ان کے ہاں شادی کرنے سے انکار کردیا پھر انہوں نے ایک جنیہ (جن عورت) سے اس کا نکاح کر دیا، اس کا نام رحانۃ بنت السکن تھا، پھر اس سے بلقیس پیدا ہوئی۔ حدیث میں ہے کہ: بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک جن ہے، جب بلقیس کے والد فوت ہوگئے تو اس کے علاوہ اس کا اور کوئی وارث نہیں تھا۔ بلقیس نے حکمرانی کی خواہش کی اکثر سرداروں نے اس کو ملکہ مان لیا، بعض نے مخالفت کی لیکن بلقیس ان پر غالب آگئی۔

(معالم التنزیل، ج:۳،ص:۴۸۸-۴۹۹،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ،بیروت ۱۴۲۰ھ)

امام علی بن الحسن ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ نے بلقیس کی مزید تفصیل لکھی ہے: یہ ملکہ سبا ہے اس نے نو سال یمن پر حکومت کی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے یہ یمن پر خلیفہ ہوگئی اور ان کی طرف سے مزید چار سال حکومت کی۔

مسلمہ بن عبداللہ بن ربعی نے بیان کیا کہ: جب بلقیس مسلمان ہوگئی تو اس سے حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام نے نکاح کرلیا اور بعلبک اس کو مہر میں دیا (بعلبک ایک قدیم شہر ہے جو دمشق سے تین دن کی مسافت پر ہے)۔ (معجم البلدان (عربی)، ج:۱،ص:۴۵۴)

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کی جانب ایک مکتوب لکھا: ''یہ مکتوب اللہ کے بندے سلیمان کی طرف سے ہے، بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے''۔ پھر انہوں نے اس کے اوپر مہر لگائی جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا اور ہدہد کو وہ خط دے دیا پھر دھاگے سے باندھ کر وہ خط ہدہد کے گلے میں لٹکا دیا اور ہدہد سے کہا: یہ خط بلقیس تک پہنچادو۔

حضرت سلیمان کے مکتوب میں انہوں نے پہلے اپنا نام لکھا ہے کہ یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہے اور ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ نے ہرقل کی جانب مکتوب لکھا تو اس میں لکھا: ''بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف''۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث:۷، صحیح مسلم، رقم الحدیث:۱۷۷۳)

اس خط کے اخیر میں مہر لگانے کا بھی ذکر ہے۔ اس کے متعلق یہ حدیث ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مکتوب لکھا یا مکتوب لکھنے کا ارادہ کیا۔ آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ صرف اس مکتوب کو پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہوئی ہو، سو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنالی

جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نقش تھا گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۵ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۰۹۴)

ہدہد کا بلقیس کو خط پہنچانا:

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب لکھ کر اس پر مشک لگا کر اس کو بند کیا پھر اس پر مہر لگائی اور وہ خط ہدہد کو دے دیا، جب وہ خط لے کر اس کے محل میں پہنچا تو وہ سوئی ہوئی تھی۔ اس نے دروازے بند کر کے چابیاں اپنے سرہانے رکھی ہوئیں تھیں۔ ہدہد روشن دان سے کمرے میں داخل ہوا اور وہ خط اس کے سینے کے اوپر پھینک دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ہدہد نے چونچ مار کر اس کو جگایا تو وہ گھبرا کر اُٹھ گئی جب اس نے خط پر مہر لگی ہوئی دیکھی تو وہ کانپنے لگی۔ بلقیس عربی پڑھی ہوئی تھی اس نے مہر توڑ کر خط نکال کر پڑھ لیا۔ (روح المعانی، جز:۱۹، ص:۲۸۹-۲۹۰)

خط پڑھنے کے بعد بلقیس نے اپنے درباریوں سے اس خط کے متعلق مشورہ کیا۔ ملکہ سباء نے کہا: اے میرے سردارو! بیشک میرے پاس معزز مکتوب پہنچایا گیا ہے۔ بے شک وہ مکتوب سلیمان کی جانب سے ہے اور بے شک وہ اللہ ہی کے نام سے (شروع کیا گیا) ہے، جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

نبی کے ادب سے ایمان پانا اور نبی کی بے ادبی سے ایمان سے محروم ہونا اور دنیا و آخرت کی ذلت:

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ "تبیان القرآن" میں فرماتے ہیں:

بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب کو کریم اور معزز کہا اور ان کے مکتوب کی تکریم کی اور نبی کی تکریم کرنے کی برکت سے اسلام اس کے دل میں داخل ہوا۔ جیسے فرعون کے جادوگروں نے مقابلہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکریم کی اور ان سے کہا: اے موسیٰ! آپ پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں۔ تو نبی کے ادب و احترام کرنے کی برکت سے ان کو ایمان لانا نصیب ہوا۔ اس کے برخلاف جب ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف مکتوب روانہ کیا تو اس نے اس مکتوب کی بے ادبی کی سو وہ ایمان سے محروم ہوا اس کو قتل کر دیا گیا اور اس کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی اور اس کو دنیا و آخرت کا خسارہ ہوا۔ حدیث میں ہے: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنا مکتوب دے کر بھیجا کہ وہ یہ مکتوب بحرین کے حاکم کو دے، حاکم بحرین نے وہ مکتوب کسریٰ کو دے دیا۔ جب اس نے اس مکتوب کو پڑھا تو اس کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سو رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی کہ ان کے بھی پورے پورے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

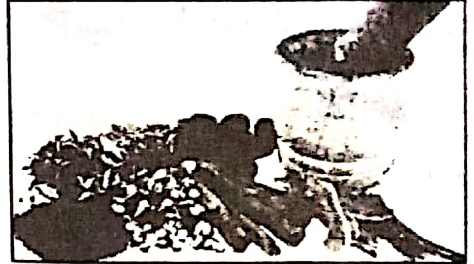
(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۴، ۲۹۳۹، ۴۴۲۴، ۷۲۶۴)

(جاری ہے)



Scanned with CamScanner

طب وصحت



آہستہ سانس لیجیے

سید رشید الدین احمد

شیخ سعدی کہتے ہیں کہ اندر جانے والا ہر سانس معاون حیات اور خارج ہونے والا سانس فرحت بخش ہوتا ہے۔ آپ نے یہ بھی سنا ہوگا کہ جب تک سانس کی ڈوری مضبوط رہتی ہے زندگی برقرار رہتی ہے۔

سانس لینا ایک غیر ارادی عمل ہے، جو ہر جاندار میں اس کے اولین روزِ حیات بلکہ پہلی گھڑی سے زندگی کے آخری دن و گھڑی تک جاری رہتا ہے۔ مشرق کی دانش قدیم کے مطابق ہر انسان کی سانسیں گنی ہوئی ہوتی ہیں۔ نہ ایک زیادہ نہ ایک کم جو لوگ احتیاط اور توجہ سے پورا سانس لیتے ہیں، صحت و توانائی انہیں میسر رہتی ہے۔ اسی نظریے کے پیش نظر یوگا میں سانس کی مشقیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ سانس لینے کی ورزشوں کا مقصد تواتر اور تسلسل سے گہرے سانس لے کر ہوا کو پھیپڑوں میں زیادہ سے زیادہ عرصے تک مکمل طور پر روک کر بتدریج خارج کرنا ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ سانس روکنے کی صلاحیت میں اضافہ اور ان کی تعداد میں کمی ہی ان ورزشوں کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ یوگا کی تعلیم کے مطابق سانس روک کر اس درمیانی عرصے میں سانسوں کی تعداد کم کرنے سے گویا ان کی بچت ہوتی ہے جس سے مدت حیات طویل ہوسکتی ہے۔

سانس لینے کا عمل:

یہ عمل دو حرکات پر مشتمل ہوتا ہے، سانس لینے اور خارج کرنے کا یہ عمل ناک اور منہ کے ذریعہ سے جاری رہتا ہے۔ سانس لینے سے پھیپڑوں اور پیٹ کا درمیانی پردہ پھیلتا ہے اور پھیپڑوں میں ہوا بھر جاتی ہے۔ اس ہوا میں موجود آکسیجن خون میں جذب ہو کر پھیپڑے اسے قلب کی طرف بھیجتے ہیں۔ آکسیجن کے اسی انجذاب کو شیخ سعدی نے معاون حیات قرار دیا ہے۔ دیا فرغما اور پھیپڑوں کے سکڑنے سے خون کی کاربن ڈائی اوکسائیڈ خارج ہوتی ہے۔ اس زہریلی گیس کا اخراج فرحت بخشا ہے۔ آپ اس اعتبار سے پھیپڑوں کو قلب جیسے عضوِ رئیسہ کا پنکھا کہہ سکتے ہیں۔ پھیپڑوں ہی کی وجہ سے قلب تازہ اور صاف خون جسم کے تمام خلیات تک پہنچاتا اور ان سے گندگی گیس سمیٹ کر ان کے ذریعہ سے خارج کرتا ہے۔

اسکولوں، مدارس، کالجوں اور جامعات میں ہونے والے تقریری

مقابلوں میں سب سے مشکل کام اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے اسٹیج شائی نس کہتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ سامعین کی ہوٹنگ کا خوف ہوتا ہے مقابلے میں شرکت کرنے والے شدید ذہنی دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔ جوں جوں ان کی باری قریب آتی ہے، دل کی دھڑکن تیز ہوتی جاتی ہے۔ پسینے کے غدود سرگرم ہو جاتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ قلب اپنی جگہ سے اچھل کر حلق میں اٹک گیا ہے ہاتھ پسینے سے گیلے ہو جاتے ہیں۔ اسٹیج تک ایک ایک قدم من من بھر کا ہو جاتا ہے۔ عضلات سخت کشیدہ اور سانس پھول جاتا ہے۔ کان میں قلب کی دھڑکن صاف سنائی دیتی ہے۔

وجہ کیا ہے:

ان تمام کیفیات کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ تمام جانداروں کی طرح ہمارے جسم میں بھی ردِعمل کا نظام ہوتا ہے جس کا ہمارے تحفظ اور بقا سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ تجربے کار شکاریوں کے مطابق شیر کے لیے باندھی جانے والی بکری بھی حملے کے وقت اپنے تحفظ کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ جنگل کے آزاد جانور بھی آسانی سے درندوں کا نوالہ نہیں بنتے فوری حملے کے ردعمل میں ہمارے جسم میں بھی غدۂ برگردہ اپنی مخصوص رطوبت ایڈرینالن زیادہ مقدار میں شامل خون کرتا ہے جس سے رگیں کشادہ ہو جاتی ہیں اور دورانِ خون تیز ہو کر چہرہ سرخ اور غضب ناک ہو جاتا ہے۔ سانس کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور جسم میں طاقت کی لہریں اٹھنے لگتیں ہیں یہ ردعمل دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے، آپ یا تو حریف کے مقابل ڈٹ جاتے ہیں یا پھر خود کو کمزور اور خطرے میں پا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

بہتر تو یہی ہے کہ انسان مقابلہ کرے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ جسم کے اس شدید ردعمل کا ذرا تحمل اور ٹھنڈے دل سے مقابلہ کیا جائے اور فرار کے دباؤ سے ممکنہ حد تک بچا جائے اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ قلب کی رفتار کم ہو یعنی دوران خون حد سے زیادہ تیز نہ رہے۔ بدقسمتی سے ہم دانستہ طور پر اپنے قلب کی رفتار ہی سست کر سکتے ہیں اور نہ پسینے کے غدود کی سرگرمی روک سکتے ہیں، لیکن ایک کام ہمارے اختیار میں ہے، ہم اپنی سانس لینے کی رفتار کم کر کے دباؤ کی شدت ضرور کم کر سکتے ہیں ڈاکٹر گائی لین کوٹے، اسٹیٹ یونیورسٹی، نیویارک میں دباؤ اور فکر و پریشانی کے امراض کے مرکز سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی رائے کے مطابق سانس لینے کا عمل جسم کا ایک ایسا نظام ہے جسے ہم بوقت ضرورت کنٹرول کر سکتے ہیں۔ دھیرے دھیرے گہرے سانس لے کر جسم کے مذکورہ بالا دونوں ردِعمل یعنی مقابلہ یا فرار کی علامات کا مقابلہ اور بلڈ پریشر اور نبض کی رفتار تیز تنے ہوئے عضلات کی کشیدگی دور کی جا سکتی ہے۔

ماہرین کے مطابق دباؤ اور پریشانی کے عالم میں ہم دراصل کم ہوا پھیپھڑوں میں داخل کرتے ہیں جس سے سانس پھولنے لگتا ہے۔ اس کیفیت میں تشویش اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ طبی اعتبار سے ہم گویا خون میں کم مقدار آکسیجن جذب کرتے ہیں۔ خون میں اس اہم ممدِ حیات گیس کی کمی سے دماغ

متاثر ہوتا ہے۔ دماغ میں آکسیجن کی کمی سے سر چکرانے لگتا ہے اور ذہنی الجھن میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ نظر بھی دھندلا جاتی ہے اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے قلب زیادہ خون پمپ کرتا ہے جس کے نتیجے میں پسینے چھوٹنے لگتے ہیں۔ خون کی رگیں سکڑتی ہیں تو ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہوجاتے ہیں۔

جسم میں رونما ہونے والے اس حادثے کی روک تھام اور بہتر مقاصد و کارکردگی کے حصول اور توانائی کے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ سانس پھولنے کا احساس ہوتے ہی اس کی رفتار کو معمول پر لانے کی کوشش کی جائے۔ چوں کہ اس عمل کے اثرات سکون بخش ہوتے ہیں، اس لیے آپ خود اپنے سانس کو کنٹرول کر کے دباؤ اور کشیدگی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ گویا اس کیفیت سے نجات کے سلسلے میں اسی عمل کو اساسی اور اہم قرار دیا جاسکتا ہے۔

یوگا کا طریقِ تنفس:

یوگا کے مطابق ہماری اس وسیع و بے کراں کائنات میں لطیف ترین مادے کی طاقتور لہریں ہمیشہ بنتی رہتی ہیں یوگا اس توانائی کو پورا کرنے کا کام دیتا ہے۔ سائنس اسے ایتھر قرار دیتی ہے۔ مادے کی اصطلاح میں اسے فیلڈ آف فورس بھی کہا جاتا ہے۔ جب ہم سانس لیتے ہیں تو ایتھر کی صورت میں موجود یہ خارجی توانائی پھیپڑوں میں جذب ہوکر ہمارے وجود میں گشت کرتی ہے۔ یوگا کے مطابق سانس لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سانس صرف سینے تک محدود نہ رہے بلکہ سینے کے ساتھ معدہ بھی حرکت کرے۔ ۸۰ فی صد کم گہرا اور سطحی سانس لیتے ہیں جو صرف سینے میں ایک ہلکی سی حرکت پیدا کرتا ہے اور معدہ ڈایافرم اور پیٹ کے دیگر اعضا بے حس و حرکت رہتے ہیں جس کی وجہ سے جسم کے خلیات کو آکسیجن کم مقدار میں فراہم ہوتی ہے اور پھر مختلف امراض جنم لیتے ہیں۔

اس کا اندازہ اس طرح لگایئے کہ بالکل سیدھے بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر اپنی ہتھیلی ناف کے مقام پر رکھیے اور معمول کے مطابق سانس لیتے رہیے۔ اگر آپ یہ محسوس کریں کہ آپ کا پیٹ حرکت نہیں کر رہا ہے، یعنی سانس لینے پر ابھرتا اور سانس خارج کرنے پر پچکتا نہیں ہے تو یہ گویا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آپ صحیح سانس نہیں لے رہے ہیں۔ سانس لینے کا یوگا طریقہ یہ ہے کہ آپ نہ صرف پھیپڑے بلکہ پیٹ بھر کر سانس لیں، یعنی پیٹ کو اوپر پھلا کر پھیپڑوں میں خوب سانس بھریں اور جب خارج کریں تو پیٹ اندر کو بھینچتے ہوئے پھیپڑے پوری طرح خالی کردیں۔ امریکن یوگا ایسوسی ایشن کی ماہر، پیٹریشیا ہیمنڈ کے مشورے کے مطابق بہتر ہے کہ آٹھ دس روز تک پیٹ پر ہتھیلی رکھ کر گہرے سانس لینے اور مکمل طور پر خارج کرنے کی یہ مشق ۱۰ منٹ تک صبح و شام کی جائے۔ اس طرح ہاتھ کے اوپر اٹھنے اور نیچے ہونے سے اندازہ ہوجائے گا کہ آپ سانس لینے کے عمل میں پیٹ سے کام لے رہے ہیں یا نہیں۔ اس کے علاوہ اس طرح آپ کو اس کی مشق بھی ہوجائے گی۔

سانس لینے کے تین مرحلے:

اِسے بالکل یوگا طریقِ تنفس بھی کہتے ہیں۔ صاف ہوا میں مکمل

سیدھے بیٹھ جایئے اور پہلے اپنے پیٹ کو پھیلا کر پھیپڑوں میں ہوا بھریئے یہاں تک کہ آپ اپنی پنسلی کی ہڈیوں (کالر بون) کو اوپر اٹھتا محسوس کریں اور سینے میں مزید سانس لینے کی گنجائش باقی نہ رہے۔اب سانس چھوڑتے ہوئے پھیپڑے اور پیٹ کو بھی اندر بھینچ کر ہوا سے بالکل خالی کر دیجئے۔ چند روز اس مشق کو جاری رکھنے کے بعد سانس لینے کے دوسرے مرحلے کی مشق کیجئے۔

اس مرحلے میں سانس بہت دھیمی رفتار سے لینے اور خارج کرنے کی مشق کی جاتی ہے۔پرسکون انداز میں بیٹھ کر پھیپڑے دھیرے دھیرے پوری طرح خالی کرنے کے بعد ایک دفعہ اللہ کہہ کر کم از کم تین سیکنڈ میں آہستہ آہستہ پیٹ اور سینے کو ہوا سے بھرنے کے بعد تصور کیجئے کہ آپ بہت پرُسکون اور پرُ اعتماد ہیں۔اب تین ہی سیکنڈ میں دھیرے دھیرے سانس خارج کیجئے بلکہ کوشش کیجئے کہ سانس کے اخراج میں آپ اس سے زیادہ وقت لگائیں۔

تیسرے مرحلے میں پھیپڑے اور پیٹ پوری طرح خالی کر کے اسی حالت یعنی بغیر سانس لیے پیٹ کو کم از کم تین مرتبہ اندر خوب کھینچ کر چھوڑ دیں اور پھر بھینچیں اور اب دو مرتبہ اللہ کہہ کر پھر اسی طرح پیٹ اور پھر سینہ ہوا سے دھیرے دھیرے بھر لیں اور سانس روک کر بہت دھیرے دھیرے پیٹ کو پچکاتے ہوئے سینہ بالکل خالی کر دیں۔

ان مشقوں میں باقاعدگی کے علاوہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ پیٹ اندر بھینچنے کی حرکت یا تعداد میں اضافہ ہوتا جائے اور سانس لینے اور خارج کرنے کا وقت بھی بتدریج بڑھتا جائے یہاں تک کہ آپ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ایک منٹ میں ۱۶ سے ۱۸ مرتبہ کے بجائے ۱۰ سے ۱۴ مرتبہ سانس لینے کے عادی ہو جائیں اور جب بھی اس رفتار میں باقاعدگی محسوس کریں ان مشقوں کو تھوڑی دیر کے لیے دہرالیا کریں۔

یاد رکھیے! سانس لینے کی ورزش میں ناک ہی سے سانس لینے اور خارج کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔یوگا کی ورزشوں کے کئی انداز ہوتے ہیں۔جنہیں آپ یوگا کی کتابوں یا ماہر کی مدد سے اختیار کر سکتے ہیں۔تنگ اور چست کپڑے بھی دورانِ مشق نہیں پہننا چاہئیں۔یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ صحیح اور گہرا سانس لینے والے افراد امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ان مشقوں کے ذریعہ سے آپ اعصاب و دماغ کی کمزوری، نزلہ زکام، کاہلی، کمزوری اور ہضم کی شکایت سے نجات پا جائیں گے۔پیٹ سکیڑنے کی وجہ سے اندرونی اعضاء معدہ، جگر، لبلبے آنتوں اور مثانے کا عمل بھی چست رہتا ہے۔

حرفِ آخر:

آہستگی سے پورا سانس لیجئے، آپ کے پچاس فیصد امراض دور ہو جائیں گے۔یہ مقولہ بھی یاد رکھیے کہ جس نے سانس کو کنٹرول کر لیا، اس نے گویا اپنے خیالات بھی کنٹرول کر لیے۔گہرے سانس لینے کی عادت اختیار کیجئے تاکہ آپ کے خون میں گردش کرنے والے ہر خلیے کو اس کی غذا، یعنی آکسیجن ملتی رہے اور

اس طرح آپ کے جسم کا مدافعتی نظام (امیون سسٹم) مضبوط اور مستحکم رہے گا اور آپ امراض کی یلغار سے محفوظ رہیں گے۔

انسان کی طبعی عمر:

یوگا کے ماہرین کے مطابق انسان کی طبعی عمر، ۱۲۰ برس اور پانچ دن ہوتی ہے۔ اگر آدمی اپنی سانسوں کو کنٹرول کرنے اور مکمل گہرا سانس لینے کے طریقے پر عبور حاصل کر لے تو وہ اس عمر تک پہنچ سکتا ہے۔ یوگا کے طریقوں کا مقصد سانس کے ذریعہ سے جسم میں زیادہ سے زیادہ ہوا داخل کرنا اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں اس کا اخراج ہوتا ہے۔ پیٹ کے ذریعہ سے گہرے سانس لینے کا یوگا طریقہ صدیوں پرانا ہے۔ یوگیوں کے مطابق اس طریقے سے اعصاب قوی ہوتے اور پیٹ کے تمام اعضاء، جگر معدہ، لبلبہ اور آنتوں کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہوجاتا ہے

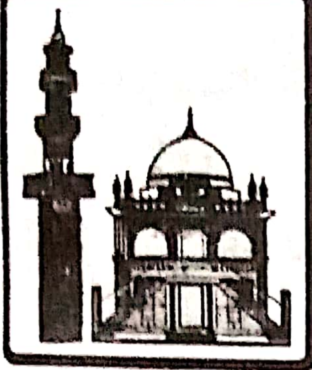
کیا آپ جانتے ہیں؟

بالغ آدمی کے پھیپڑے میں ہوا کی تقریباً ۷۵ کروڑ خردبینی تھیلیاں ہوتی ہیں۔ عمر میں اضافے کے ساتھ ان تھیلیوں میں کچھ کی متصلہ دیواریں ختم ہوتی جاتی ہیں۔ ان دیواروں کے خاتمے سے یہ تھیلیاں بڑی ہوتی رہتی ہیں۔ عمر طبعی کے آخر میں ان کی تعداد خاصی کم ہوجاتی ہے۔ اس طرح یہ خون میں آکسیجن شامل کرنے کے لیے گویا جگہ فراہم کرتی ہیں، کیوں کہ انہیں دیواروں کے ساتھ بال جیسی باریک رگیں (عروق شعریہ) لگی ہوتی ہیں۔ یہ رگیں اتنی باریک ہوتی ہیں کہ ان میں سے خون کے سرخ خلیات ایک ایک قطار میں گزرتے ہیں۔ تھیلیوں کی تعداد میں کمی سے یہ رگیں بھی ضائع ہوتی جاتی ہیں جس کے نتیجے میں خون کو آکسیجن کی فراہمی بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ جوانی میں ان تھیلیوں کی دیواروں کی سطح کا رقبہ ۷۰ سے ۸۰ مربع میٹر کے برابر ہوتا ہے، جب کہ بڑھاپے میں یہ گھٹ کر ۳۰ سے ۴۵ فیصد رہ جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے بڑھاپے میں نظام تنفس میں رونما ہونے والی دیگر تبدیلیوں مثلاً سینے کی دیواروں اور سانس کی نالی کی کُرّی ہڈیوں میں لچک کے ختم ہونے کے علاوہ ہوا کی نالیوں کے عضلات کے ختم ہونے سے تھیلیوں میں ہوا مطلوبہ تعداد میں نہیں پہنچتی، لیکن گہرے سانس لینے کے عادی افراد بڑھاپے میں بھی آکسیجن کی درکار مقدار حاصل کرتے اور صحت و توانائی سے سرشار رہتے ہیں۔

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کی تصنیفات وتالیفات

آپ نے متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے جن میں:
(۱) حیاتِ قطبِ ربانی (۲) حیات محبوبِ ربانی (۳) فضائلِ رمضان (۴) فضائل عیدین (۵) بے نمازی کی سزا مقبول دعائیں (۶) دعائے حزب البحر مع ترجمہ ادائے زکوۃ مشائخ سلسلہ اشرفیہ (۷) روضۃ المحدثین (۸) ملفوظاتِ قطبِ ربانی (۹) معافی و بخشش طلب کرنے کا مسنون طریقہ (۱۰) درود معظم مع ترجمہ (۱۱) درود مستغاث مع ترجمہ و بطریق سلسلہ اشرفیہ (۱۲) اظہارِ حقیقت (۱۳) حضرت داتا گنج بخش اور کچھ کتب غیر مطبوعہ ہیں اور عنقریب ان کی طباعت کا اہتمام کیا جارہا ہے

الاشرف نیوز



صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

سید الشہداء کانفرس:

۲۸/مئی بروز جمعہ جامع مسجد امیر حمزہ (ٹرسٹ) ناظم آباد نمبر ا میں عرس سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے موقع پر حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے آپ کے فضائل وکمالات اور عشقِ رسول ﷺ پر خطاب فرمایا اس موقع پر جناب محمود الحسن اشرفی نے بارگاہِ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میں منقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ آخر میں مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام پڑھا اور حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ):

الحمدللہ! سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ) کی جانب سے اس سال رمضان المبارک اور عید الفطر میں گھر گھر جا کر تحائف تقسیم کیے گئے اور کئی پسماندہ علاقوں میں رات کو خاموشی کے ساتھ راشن گھر گھر پہنچایا گیا۔ شوال المکرم کے مہینے میں سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ) کی جانب سے گرومندر پر ٹھنڈے پانی کی سبیل کا بھی اہتمام کیا گیا۔ مخیر حضرات نے ماشاء اللہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ پاک تمام کو خوب برکتیں عطا فرمائے اور حضراتِ بزرگانِ سلسلہ اشرفیہ کی خاص نگاہ کرم عطا فرمائے۔

آمین

عرسِ قائدِ اہلسنت:

۴/جون بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب لیاقت آباد چونا ڈپو پر جناب اسد نورانی صاحب کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان عرس قائدِ اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ منعقد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں قائدِ اہلسنت کے بے مثال کارناموں کا ذکر کیا اور آخر میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا فرمائی۔

اشرف المشائخ قدس سرہ کانفرس:

۴/جون بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ نیوکراچی کی جانب سے جامع مسجد نورانی، نیوکراچی G-11 میں عظیم الشان اشرف المشائخ قدس سرہ کانفرس کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی

خطاب حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے حضرت اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی کی علمی، دینی اور تبلیغی خدمات پر خوبصورت گفتگو فرمائی۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ حافظ سید مکرم اشرف جیلانی نے نعت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ اس موقع پر خاندانِ اشرفیہ کے دیگر شہزادگان نے بھی شرکت کی۔ جن میں: مخدوم زادہ سید اعراف اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید حسنین اشرف جیلانی صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید جہانگیر اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید محمود اشرف جیلانی اور صاحبزادہ سید وہاج اشرف جیلانی شامل ہیں۔ آخر میں حضرت فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے تمام حاضرین کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

وفیات:

گزشتہ مہینوں میں چند شخصیات ہم سے جدہ ہوئیں۔

ورلڈ اسلامک مشن (یو۔کے) کے اہم رکن حضرت علامہ محمد یونس کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لندن میں وصال فرما گئے۔

عظیم مفکرِ اسلام اور مذہبی اسکالر حضرت علامہ محمد خلیل الرحمن قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدیر اعلیٰ ''ماہنامہ سوئے حجاز (لاہور)'' لاہور میں رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند قاری امانت رسول صاحب علیہ الرحمہ (پیلی بھیت شریف، ہند) بریلی کے ہسپتال میں وصال فرما گئے۔

نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ اکرام المصطفیٰ اعظمی اشرفی مدظلہ العالی کی والدۂ محترمہ وصال فرما گئیں۔

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی اور حضرت علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب کی ہمشیرہ راولپنڈی میں وفات پا گئیں۔

ممتاز مذہبی اسکالر جناب شبیر ابو طالب کے والدِ محترم جناب ابو طالب صاحب مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مرید جناب عبد القادر اشرفی کے صاحبزادے زاہد اشرفی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے

حضرت اشرف المشائخ قدس سرہ کے مریدِ خاص جناب صابر اشرفی کی صاحبزادی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔

جناب محمد اسمٰعیل اشرفی کی سالی علالت کے بعد انتقال کر گئیں

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حافظ سکندر قادری کی والدہ محترمہ وصال کر گئیں۔

ہم ان تمام مرحومین کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

درگاہ عالیہ اشرفیہ میں ان تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔



Scanned with CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ = ◎ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ = صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ = یہ قبر کے تینوں سوالوں کے جواب ہے۔

روزانہ کے کام: (۱) نمازاور درود وسلام پڑھنا (۲) سچ اور حلال کام کاج کرنا (۳) زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنا = یہ روزانہ کے کام ضروری ہے۔

سالانہ کے کام: (۴) روزہ رکھنا (۵) زکوۃ دینا (۶) حج کرنا = ◎ یہ نشان فرضوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

وقت کے کام: (۷) دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنا (۸) تبلیغ کرنا (۹) جہاد کرنا = ◯ یہ نشان سنتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس کارڈ کے بنانے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی نئی باتیں ہیں بلکہ مسلمانوں کا جذبہ بڑھانے کے لیے اس کو آسان بنایا گیا تاکہ ہر مسلمان اس پر آسانی سے عمل کر کے اس سے دنیا وآخرت میں فائدہ حاصل کریں اور جوان کے ساتھ ساتھ اور بھی اچھے عمل کرنا چاہے تو ضرور کریں۔

سچا انصاف امن اور تعلیم وصحت خوشحالی کے لیے اور سچا حلال پیسے پینشن ضرورت کے لیے اور دنیاوی زندگی میں آخرت کے گھر کے لیے مالی خیرات کم از کم ہر مہینے ضرور کریں اور نماز پڑھنا لازمی ہے۔ کوئی مسلمان اپنی ذات سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے اور موت کے بعد کی فکر کر کے تھوڑا نیک عمل روزانہ ضرور کریں۔ ورنہ زندگی ہاتھ سے نکل جائے گی۔ کم سے کم ان امور پر عمل کرنا لازمی ہے اور کم از کم مطمئن ہو کر تو مرے۔ جزاک اللہ خیرا (ثواب کے لیے وقفے وقفے سے فوٹو کاپی کر کے بانٹیں بس)

ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز پڑھتے تھے ہمیں بھی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنی چاہیے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

وضو کا آسان طریقہ:۔ (۱) بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھوئے پھر (۲) تین بار کلی کرے اور مسواک کرے (کلی سیدھے ہاتھ سے کرے) (۳) اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر الٹے ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر (۴) تین بار چہرہ یعنی منہ دھوئے پیشانی سے لے کر تھوڑی سے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک تمام چہرہ دھوئے داڑھی میں انگلیوں سے خلال کرے (۵) اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے (۶) چوتھائی سر کا مسح کرے (۷) آخر میں دونوں پیر ٹخنوں سمیت تین بار دھوئے۔ یہ وضو مکمل ہو گیا۔

غسل اور نماز پڑھنے کا آسان طریقہ۔ (۱) پاک ہونے کی نیت کرنا بسم اللہ پڑھنا اور غسل کرتے وقت پہلے دونوں ہاتھوں اور شرم گاہ کو تین دفعہ دھونا ہے۔ (۲) منہ بھر کر کلی کریں ناک میں پانی ڈالیں نرم حصے تک اور پھر پورا وضو کریں (۳) سر اور دونوں کندھو سے پاؤں تک پورے بدن پر تین تین دفعہ پانی بہانا ہے اور جسم کو ملنا ہے بس۔ حدیث نمبر 268 بخاری شریف غسل میں تین کام مکروہ ہیں نہ کریں:۔ منہ چہرا کعبہ کی طرف نہ کریں اور بلاضرورت پانی استعمال نہ کریں اور بلاضرورت بات نہ کریں.

نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ **ثناء** سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ **تعوذ** اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ **سورۃ فاتحہ** اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ (آمین) بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سورۃ اخلاص قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ اَکْبَرُ **رکوع** سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (تین بار) **قومہ** سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

تحمید رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ **سجدہ** سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (تین بار) اَللّٰہُ اَکْبَرُ **التحیات** اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ **دعا** رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ **سلام** اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ



جامعہ طاہ اشرف

سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ)

۱) بہترین ماحول میں ملّت اسلامیہ کے نونہالوں کو سہل انداز میں ابتدائی قاعدہ اور حفظ و ناظرہ بمع تجوید پڑھایا جائے۔

۲) دورِ جدید کے تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے درسِ نظامی کی تعلیم کی جائے جس میں طلباء کی باطنی تربیت کا بھی خصوصی اہتمام ہو۔

۳) کاروبار اور دیگر مصروفیاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے لیے مختصر دورانیے کے اہم کورسز کرائے جائیں۔

۴) ہفتہ وار اور ماہانہ تربیتی نشستوں کے ذریعے طلباء کی روحانی و اخلاقی اور معاشرتی طور پر رہنمائی کی جائے۔

۵) اُمتِ مسلمہ کو بہترین مدرسین، مقررین اور محررین فراہم کیے جائیں۔

داخلے جاری ہیں



سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ)

Samnani International Welfare Trust

خدمت اخلاص کے ساتھ

سمنانی انٹرنیشنل ویلفیئر (ٹرسٹ) دینی اور فلاحی کاموں میں مصروفِ عمل ہے

غریبوں اور ناداروں کی امداد کرنا اور دینی ترویج و اشاعت کی کوشش کرنا ہمارا نصب العین ہے۔

چیئرمین
فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ کراچی، پاکستان۔

 www.ashrafia.net,  /dargahashrafia  Contact: 0330-2323043